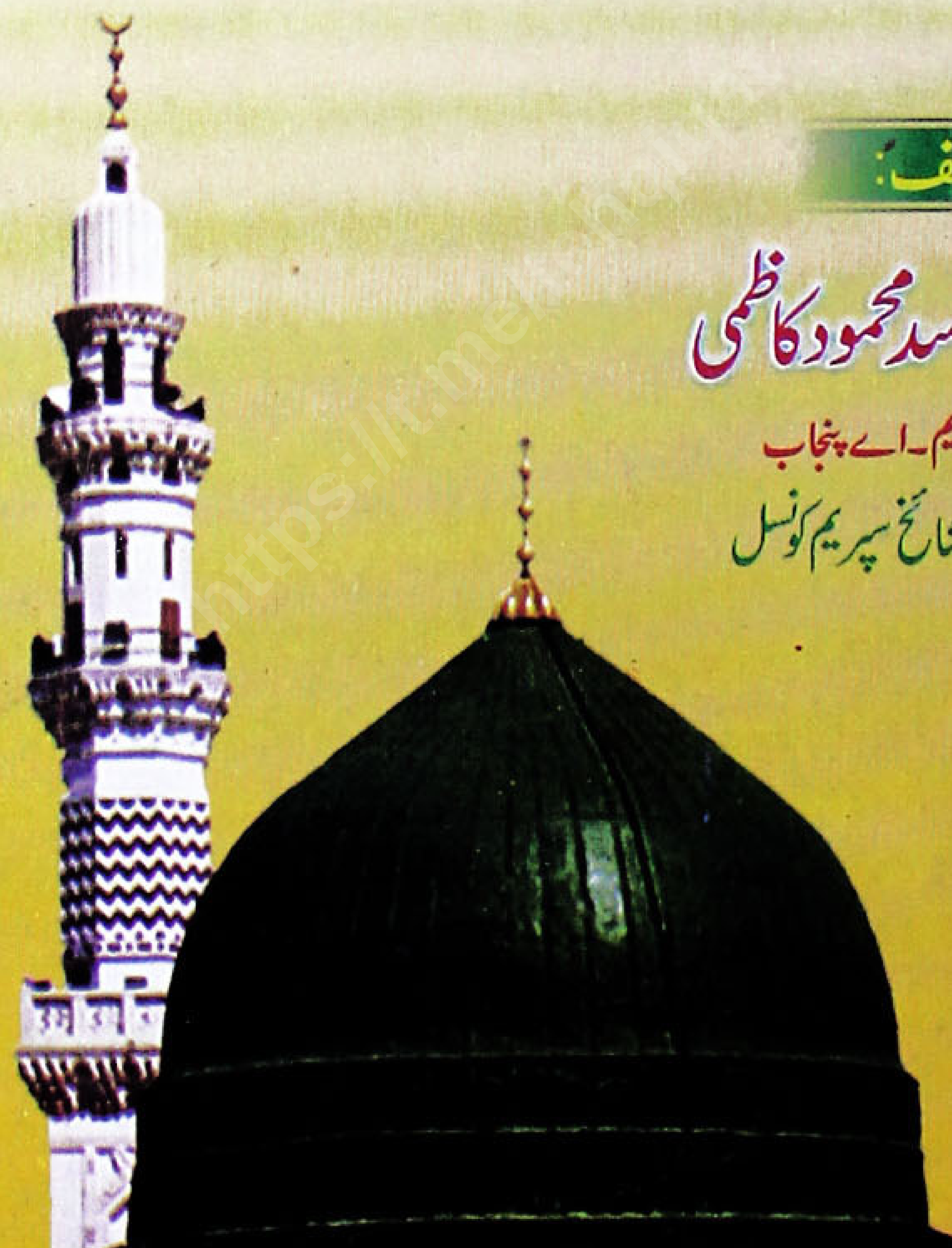
سیرت طیبہ کے عنوان پر ایک خوبصورت تحقیقی مجموعہ

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



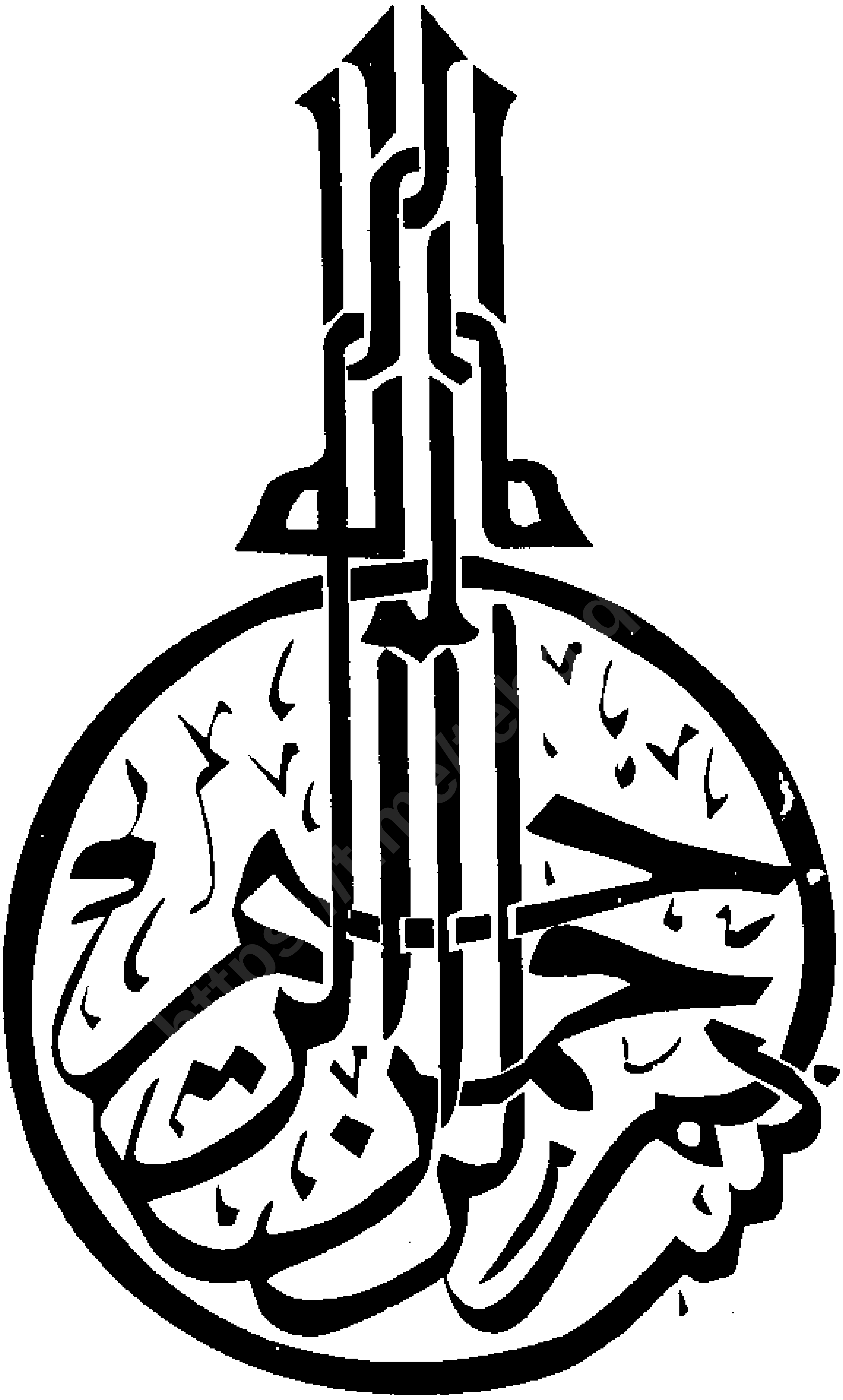
مصنف:

صاحبزادہ سید اسد محمود کاظمی

گولڈ میڈلسٹ ایم۔اے پنجاب

چیئرمین علماء ومشائخ سپریم کونسل

زیر اہتمام: علماء ومشائخ سپریم کونسل میرپور آزاد کشمیر


بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک سیدی یا حبیب اللہ

سیرت طیبہ کے عنوان پر ایک خوبصورت تحقیقی مجموعہ

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



مصنف:

صاحبزادہ سید اسد محمود کاظمی
گولڈ میڈلسٹ ایم۔اے پنجاب
چیئرمین علماء ومشائخ سپریم کونسل

زیر اہتمام: علماء ومشائخ سپریم کونسل میرپور آزاد کشمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب: خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عنوان: سیرت طیبہ

محرک: راجہ محمد ادریس ایڈمن آفیسر تعمیرات عامہ آزاد کشمیر

زیر نگرانی: استاذ العلماء پروفیسر محمد یوسف فاروقی

مصنف: صاحبزادہ سید اسد محمود کاظمی ایم۔اے پنجاب

کمپوزنگ: علامہ محمد ادریس رضا ناظم ''الرضا دار الاشاعت گلزار حبیب''

پروف ریڈنگ: چوہدری محمد عاصم قادری عرفانی

اشاعت اول: اگست 2010ء رمضان المبارک 1431ھ

تعداد: 1100

ہدیہ: -/75 روپے

حسب فرمائش

پیر سید محبوب حسین شاہ حقانی
سرپرست اعلیٰ علماء و مشائخ سپریم کونسل میرپور
Mob: 0344-5556078

قاری محمد خورشید نقشبندی
جنرل سیکرٹری علماء و مشائخ سپریم کونسل میرپور
Mob: 0346-5303002

آئینہ کتاب

انتساب ______ 8

اھداء ______ 9

پیشِ گفتار ______ 10

تقدیم ______ 18

باب اوّل

جسم مقدس کی انفرادی شان خوشبو مبارکہ ______ 28

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور خوشبوئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ______ 29

مُشک سے بہتر پسینہ ______ 30

حضور غزالی زماں رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح ______ 31

محدث علی پوری کا واقعہ ______ 31

دست مبارک کی خوشبو ______ 32

باب دوم

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد اختیارات ______ 35

انوکھا مجرم ______ 36

واقعہ کی نوعیت ______ 38

مجدد اسلام علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ______ 39

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی ______ 40

چھوٹی بکری کی قربانی ______ 41

شارح بخاری امام احمد ابن محمد قسطلانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ______ 42

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو نوحہ کی اجازت ______ 43

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو سوگ چھوڑنے کی اجازت ______ 43

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ______ 43

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غنیمت کا مستحق قرار دیا ______ 44

دو نمازوں کی ادائیگی کی شرط پر قبولیت اسلام ______ 45

حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ عنہ ______ 46

لفظ ''سل'' کا اطلاق وسیع اختیارات ______ 46

علامہ علی ابن سلطان محمد القاری کی توضیح ______ 47

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے ______ 48

احادیث طیبات کی نفیس تشریح ______ 49

اختیارات مصطفےٰ ﷺ مصنف تقویت الایمان کے قلم سے ______ 49

باب سوم

رحمتِ عالم ﷺ کے اخلاق عالیہ ______ 54

فتح مکہ ______ 55

بیت اللہ میں داخلہ ______ 57

شہنشاہ دو عالم ﷺ کا دربار عام ______ 58

آپ کو مجھ سے کون بچائے گا ______ 60

احد میں زخمی کرنے والوں کے لئے دعا ______ 60

حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ______ 62

ایک قرض خواہ یہودی کا دلچسپ واقعہ ______ 63

کہسار طائف کے مکینوں پر دعائے رحمت ______ 65

باب چہارم

سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک ______ 68
شب ہجرت حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کی ارجمندی ______ 69
نگاہ نبوت کی مستقبل شناسی ______ 74
فرمان رسالت پر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا یقین ______ 75
اختیار مصطفی ﷺ ______ 76
انفرادی اعزاز ______ 76

باب پنجم

حضور امام الانبیا ﷺ کے لعابِ دہن کا اعجاز ______ 78
آب حیات ______ 79
کنویں سے کستوری جیسی خوشبو ______ 83
لعاب دہن سے حسنین کریمین کی سیرابی ______ 83
ہاتھ کا پھوڑا درست ہوگیا ______ 84
لعاب دہن سے آنکھ کی شفایابی ______ 84
زخمی سینہ تندرست ہوگیا ______ 85
خشک کنواں پانی سے بھر گیا ______ 85
کھاری کنواں یمن کا میٹھا ترین کنواں بن گیا ______ 86
سلام اعلیٰ حضرت ______ 87

الصلوٰۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

انتساب

رونقِ بزمِ اولیاء، گلِ چمنستانِ صوفیاء، میرِ کاروانِ نقشبندیت، سرمایہء وافتخار حنفیت
خورشیدِ ولایت، فخر الاولیاء، سند الاتقیاء

قبلہء عالم حضرت **خواجہ محمد صادق** نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

گلہار شریف کوٹلی آزاد کشمیر

کے نام

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف
گر قبول افتد زہے عز و شرف

یکے از خدام درگاہ کاظمیہ

پروفیسر سیّد اسد محمود کاظمی
0345-9731968

الصلوٰۃ و السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک و اصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

اھداء

فخر السادات، قافلہ سالارِ اہل بیت، متبع سنّت، رہبر شریعت، حامی سنّت، ماحی بدعت
کشتۂ عشق مصطفےٰ ﷺ، فرزندِ شیر خدا

پیر سیّد مخدوم شاہ کاظمی رحمتہ اللہ علیہ

(المعروف بڑے پیر صاحب، لاہ شریف انڈیا)

کی خدمتِ اقدس میں

؎ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

یکے از خدام درگاہ کاظمیہ

پروفیسر سیّد اسد محمود کاظمی
0345-9731968

پیش گفتار

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ رحمۃ للعلمین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین امابعد

(1)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کو راہ ہدایت دکھانے کے لئے اپنے مقبول و محبوب بندوں کو نورِ نبوت و رسالت سے سرفراز فرما کر دنیا میں بھیجا۔ اور پھر انہیں عام انسانوں سے بلند کرنے کے لئے کمالات و معجزات بھی عطا فرمائے۔ گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس جس کو بھی فریضہ ہدایت کے لئے منتخب فرمایا اسے دو جہتیں عطا فرمائیں۔

ا:۔ جہتِ مثلیت ۲:۔ جہتِ فضلیت

جہتِ مثلیت اس لئے عطا فرمائی کہ مقبولانِ بارگاہ کے کمالات و معجزات دیکھ کر ان کو خدا نہ کہیں۔ اور جہت فضیلت اس لئے عطا فرمائی کہ لباس بشری دیکھ اپنے جیسا نہ سمجھیں۔ ہر منتخب و مقبول بندہ خاص کو اپنے اپنے زمانے کے اعتبار سے معجزات و کمالات دیئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو کا شہرہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے توڑ کیلئے موسیٰ علیہ السلام کو ''معجزہ عصا'' اور ''ید بیضا'' عطا فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں طب و حکمت کے علوم بہت عروج پر تھے بڑے بڑے نامی گرامی اطباء و حکماء اپنے فن کا مظاہرہ کرتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو ''معجزہ دم'' عطا فرمایا۔ آپ کی پھونک سے مٹی کے بے جان پرندے بھی جاندار ہو جایا کرتے تھے۔ اور آپ کے قم باذن اللہ کہنے سے مردے بھی زندہ ہو جاتے تھے۔

الغرض ہر ہر نبی کو اپنے اپنے زمانے میں یکتا و یگانہ علوم سے نوازا نیز جہاں انہیں باطنی کمالات عطا فرمائے یونہی انہیں ظاہری حسن کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی میں یہ وصف تھا کہ وہ اپنے زمانے میں کمالات باطنی اور حسن ظاہری میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔

(2)

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ختم نبوت کا تاج اپنے محبوب ﷺ کے سر پر سجا کر بھیجا تو جو جو کمالات و معجزات دیگر انبیاء علیہم السلام کو عطا فرمائے وہ سب اپنے محبوب ﷺ کو بدرجہ اتم عطا فرمائے۔

؎ حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

کمالات و معجزات دیکھیں تو آپ ﷺ کے اشارے سے ڈوبا ہوا سورج مطلع آسمان پر واپس لوٹ آیا۔ آسمان پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ سنگریزوں کو قوت گویائی مل گئی۔ کھجور کے تنے کو قوتِ نطق مل گئی۔ درخت زمین کا سینہ چاک کر کے آپ ﷺ کے قدموں پر جھک گئے۔

سیّد و سالار و سرور کے برابر
لاؤ تو کوئی میرے پیغمبر کے برابر
لاکھوں ہیں زمانے میں سکندر کے برابر
کوئی نہیں آقا تیرے نوکر کے برابر
ناداں انہیں اپنا سا کہتے ہیں نیازی
ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

اور حسن و جمال دیکھیں تو اس کی مثال نہیں۔ام معبد صحرانشیں ایک خاتون نے اس سراپائے جمال کا جونقشہ کھینچا ہے علامہ ارشد القادری مرحوم نے اسے اردو کے قالب میں یوں ڈھالا ہے۔

پاکیزہ رو۔تاباں وکشادہ چہرہ۔۔خوش وضع سر۔۔زیبا قامت۔۔صاحب جمال۔۔آنکھیں سیاہ اور فراخ۔۔بال گھنے سیاہ اور گھنگریالے۔۔آواز جاندار اور کچھ ایسی کہ خاموش ہوں تو وقار چھا جائے۔۔۔کلام فرمائیں تو پھول جھڑیں۔۔۔روشن مرد مک۔۔سرگیں چشم۔۔باریک و پیوستہ ابرو۔۔دور سے دیکھنے میں دلپذیر۔۔قریب سے دیکھو تو کمال حسین۔۔شیریں کلام۔۔واضح بیان۔۔کلام الفاظ کی کمی بیشی سے پاک۔۔بولیں تو معلوم ہو کلام کیا ہے پروئی ہوئی کوڑیاں جو ترتیب آہنگ سے نیچے گرتی جارہی ہیں۔۔میانہ قد کہ دیکھنے والی آنکھ پستہ قدی کا عیب نہیں لگا سکتی۔۔۔نہ طویل کہ طوالت نظروں میں کھٹکے۔۔۔سراپا دو شاخوں کے درمیان تروتازہ حسین شاخ کی طرح خوش منظر۔۔جس کے رفیق پروانہ وار گرد و پیش رہتے ہیں۔۔۔نہ تنگ نظر نہ بے مغز۔۔۔نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔دو مصروں میں یوں بھی کہہ سکتے ہیں،

کائنات حسن جب پھیلی تو لامحدود تھی
اور جب سمٹی رسول پاک ہو کر رہ گئی

(3)

کمالات و معجزات باطنی اور حسن ظاہری عطا فرما کر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہدایت انسانی کے کیلئے بھیجا تو ''لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ'' کے حسین الفاظ سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بہترین اسوہ قرار دیا۔اہل اسلام

کیلیے رسول ﷺ کی سیرت پاک نمونہ عمل ہے۔قرآن عظیم نے جا بجا اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔اور محبوب ﷺ کی اطاعت دراصل اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہی اطاعت ہے گناہ گار کی مغفرت تو اللہ عزوجل نے ہی کرنی ہے مگر اسے بھیجا محبوب ﷺ کے دراقدس پر۔

اسی لیے اعلی حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

؎ بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(4)

رسول ﷺ کی سیرت طیبہ کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ کوئی آدمی خواہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ اس کی راہنمائی کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک بھرپور عملی زندگی گزاری کوئی آدمی اگر والد ہے تو وہ سیّدہ کائنات ،خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے والد گرامی سے اکتساب فیض کرے ۔۔کوئی آدمی اگر خاوند ہے تو وہ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ ،سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنھما کے سرتاج سے آداب زندگی سیکھ لے۔کوئی آدمی اگر سپہ سالار ہے تو وہ بدرواُحد کے لشکر اسلامی کے سپہ سالار سے فنونِ حرب سیکھ لے۔کوئی آدمی کسی ملک کا حکمران ہے تو پہلی اسلامی ریاست مدینہ طیبہ کے بانی کی سیرت اس کے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہے۔الغرض کسی بھی شعبہ سے وابسطہ ہر آدمی رسول رحمت ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے نور ہدایت حاصل کرسکتا ہے۔

(5)

سیرت رسول ﷺ کی جامعیت کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ الحمد للہ آپ ﷺ کی کامل سیرت پاک اہل اسلام کے پاس مستند اسناد کے ساتھ محفوظ ہے۔ اقوامِ عالم کا تاریخی ریکارڈ اس دعوی پر شاہد عادل ہے کہ جن مضبوط، مستند، مستحکم، ٹھوس اور کڑی شرائط کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کو محفوظ کیا گیا۔ کسی بھی مذہبی پیشوا کے حالات اس طرح اکٹھے نہ کئے گئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک ادا کو محفوظ کیا آپ ﷺ نے پانی نوش فرمایا تو صحابہ کرام نے پانی نوش فرمانے کے انداز کو لکھا۔۔۔ آپ ﷺ نے کھانا تناول فرمایا تو صحابہ کرام نے کھانا کھانے کے انداز کو لکھا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہ نے کیفیت وضو کو لکھا۔۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو صحابہ کرام نے طریقہ نماز کو لکھا۔۔۔ آپ ﷺ نے خطاب فرمایا صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے بیان کو لکھا۔۔ آپ ﷺ سواری پر سوار ہوئے صحابہ نے سواری کے انداز کو لکھا۔۔ رسول اللہ ﷺ نے لباس زیب تن کیا تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے لباس کی صفت بیان کی۔۔ آپ ﷺ چل رہے ہیں صحابہ چلنے کے انداز کو بیان کر رہے ہیں ۔۔ آپ ﷺ تشریف فرما ہیں صحابہ کرام نے آپ ﷺ کے بیٹھنے کے انداز کو لکھا۔ الغرض لکھنے والوں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ سرکارِ دو جہاں ﷺ کے عمامہ شریف کے کتنے بل ہوا کرتے تھے۔۔۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کی مجالس کے احوال تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کیے اور کاشانہ انور سے متعلق وہ امور جو صحابہ کرام سے مخفی تھے ان کو امہات المومنین اور اہل بیت اطہار نے بڑی حفاظت، احتیاط اور ادب کے ساتھ امت مسلمہ تک منتقل کیا۔

(6)

سیرتِ طیبہ کی جامعیت کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ جس قدر آپ ﷺ کی ذات پر لکھا گیا اتنا کسی اور عنوان پر نہ لکھا گیا۔۔اور لکھنے والوں میں کسی مذہب، ذات پات، رنگ ونسل کی بھی قید نہیں بلکہ اپنوں نے بھی لکھا تو غیروں نے بھی لکھا۔تاریخ مذاہب عالم میں ہندوؤں کا تعصب کسی سے مخفی نہیں مگر ریکارڈ گواہ ہے کہ بے شمار ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والوں نے نظم ونثر میں آپ ﷺ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔''مائیکل ہارٹ'' نامی ایک عیسائی مصنف ''سو آدمی'' ایک کتاب ترتیب دی اس کتاب میں اس نے اقوام عالم میں سے 100 ایسی شخصیات کا انتخاب کیا جنہوں نے تاریخ عالم پر گہرے اثرات مرتب کیے۔باوجود عیسائی ہونے کے اس نے سرفہرست امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ذکر کیا۔۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک، علم وحکمت اور نور وفیض کا ایک بحر ناپیدا کنار ہے۔ہر آدمی نے اپنی حیثیت، علم اور توفیق کے مطابق اس سے اکتساب فیض کیا۔ہر دور میں اہل اسلام کے لئے سیرت طیبہ ایک خوشگوار عنوان رہا ہے۔۔لکھنے والوں نے بہت لکھا اور خوب سے خوب تر لکھا۔۔اور لکھنے کے بعد یہ نہ کہا کہ ہم نے لکھنے کا حق ادا کر دیا بلکہ صفحات کے صفحات لکھنے کے بعد اپنے عجز کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

سرور کہوں کہ مالک ومولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

ان سعادت مندوں میں کہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں تو کہیں عثمان و علی رضی اللہ عنہما ہیں ۔۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہیں تو حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں ۔۔ کہیں ابوطفیل رضی اللہ عنہ ہیں تو کہیں ہند ابن ہالہ رضی اللہ عنہ ہیں ۔۔ کہیں رازی وغزالی ہیں تو کہیں رومی و سعدی ہیں ۔۔ جامی بھی اپنے عشق کی تسکین اسی عنوان سے کرتے ہیں۔ تاجدار بریلی نے بھی زندگی کی 6، (چھ) دہائیاں اسی ذکر جمیل میں بسر کردیں۔

(7)

زیر نظر رسالہ میں راقم نے سیرت طیبہ کے منتخب عناوین پر مختصر مواد ترتیب دیا ہے۔ سیرت طیبہ کے وہ گوشے جو آپ ﷺ کے خصائص سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سے صرف چند ایک کا ذکر کیا ہے عصر حاضر میں سیرت طیبہ کے مطالعہ کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ معاشرے کی بدامنی، بے سکونی، نوجوان نسل کی بے راہ روی، اور دیگر معاشی و معاشرتی قباحتوں سے چھٹکارے کا فقط ایک ہی حل ہے اور وہ ہے مکین گنبدِ خضریٰ سے قلبی و روحانی وابستگی ۔ جس کا ذریعہ مطالعہ سیرت ہے۔

رسالہ کی ترتیب کے سلسلہ میں احقر نے اس چیز کا التزام کیا ہے۔ کہ عنوان کی ابتداء میں کسی مشہور و معرف کتاب سے اقتباس نقل کیا جائے اور بعدہ مستند کتبِ سیرت و احادیث سے اُسی عنوان پر دلائل ترتیب دیئے جائیں ۔ نظر و فکر کی دنیا میں میرا یہ مجموعہ عقیدہ و مذہب میں کسی نئی بحث چھیڑنے کے لئے قطعاً ترتیب نہیں دیا گیا بلکہ بہت پیار و محبت سے ملت اسلامیہ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کہیں کسی کو میرے قلم کی چبھن محسوس ہو تو میں کسی قسم کی معذرت کا طالب نہیں یہ تو دراصل اس لغزش

قلم کا ردِّعمل ہوگا جس نے تعظیم وتوقیر مصطفےٰ ﷺ میں ٹھوکر کھائی ہو۔اور یہ ایسی چیز ہے کہ جس پر قطعاً سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔دنیاوی ناطے وتعلق سب عارضی ہیں اور سرکار دو جہاں ﷺ کی غلامی ونسبت ہمیشہ رہنے والی اور ہمیشہ رکھنے والی ہے۔مجھے یہ کہتے ہوئے کچھ باک نہیں۔

تیری زد میں اگر ظالم کی گردن آ نہیں سکتی
قلم کی بجلیوں سے پھونک دے اس کے نشیمن کو

اس مجموعہ کی ترتیب میں میرے جن جن کرم فرماؤں نے تعاون کیا اللہ تعالیٰ انہیں اجر عطا فرمائے۔مجاہد اہلسنت، محبّ اعلیٰ حضرت، قاسم رضویات مجاہد محمد رفیق نقشبندی صاحب کا مجھ سے علمی وقلمی تعاون جاری رہا۔میرے رفیق خاص جواں بخت و جواں سال چوہدری محمد عاصم قادری عرفانی صدر بزم غوث الورٰی اور بزم مذکور کے جملہ اراکین ومعاونین بھی شکریہ کے مستحق ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع بنائے اور اس خاکسار اور بزم غوث الورٰی کے جملہ اراکین ومعاونین کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید اسد محمود کاظمی

20 صفر المظفر 1431ھ

05 فروری 2010ء

تقدیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

محبوب یہی چاہتا ہے کہ چاہنے والا اسی کو چاہے اور کسی کو نہ چاہے لیکن دنیا عشق ومحبت کا عجوبہ ہے کہ محبوب حقیقی جل مجدہ یہ چاہتا ہے کہ اس کو چاہنے والا اس کے محبوب کو چاہے ۔اس چاہت کے صلے میں خود اس کا محبوب بن جائے۔مذاہب عالم کو دیکھئے ۔پیشوان ہدایت کے حالات معدوم ہو گئے یا مسخ ہو گئے اور حضور پاک ﷺ کی سیرت مبارکہ کو دیکھئے ۔ایک ایک ادا بھی محفوظ نظر آتی ہے۔سیرت شریفہ مبارکہ کا اعجاز ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود حیات طیبہ کتابوں میں موجود ہے۔ بلکہ آج بھی اولیاء وعرفاء کی پاکیزہ زندگیوں میں دیکھی جاسکتی ہے ۔ایسی جاگتی جیتی سیرت سے روگردانی نوع انسانی کی بدنصیبی ہوگی ۔خوش قسمت وہی ہے جو عرفان محمدی ﷺ حاصل کر کے سعادت ابدی سے سیراب ہے۔لیکن عرفان محمدی ﷺ کا مشاہدہ انوار نبویہ ﷺ ہی کے مطالعہ کا محور ہے۔

شیخ احمد جواد الرومی رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف الربانیہ میں کیا خوب فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی صفات جلیلہ کی معرفت آپ کے عرفان وعظمت کا وسیلہ ہے۔آپ ﷺ کی عظمت ،تعظیم شریعت کا،تعظیم شریعت عمل کا اور عمل سعادت ابدی کا وسیلہ ہے۔عاشقان مصطفی ﷺ جانثاران مجتبی ﷺ کیلئے عظیم الشان کتب سیرت وشمائل نبویہ علیہ التسلیم تالیف فرما کر فرقت کے ماروں کو لذت کے حصول سے آشنا کر دیا۔ایک شہید وفا کی نظر جب شمائل محمدیہ پر پڑتی ہے تو یہ عاشق کے لئے آرام جان بن جاتی ہے ۔ روئے زیبا پر نظر پڑتی ہے تو دل کی کلی کھل جاتی ہے ۔جب گذرا اوقات پر نظر جاتی

ہے تو بے اختیار رونے کو جی چاہتا ہے۔

محبت کا یہ حق اسی وقت ادا ہو سکتا ہے جب ہم سیرت مصطفوی ﷺ کی ایک ایک ادا کو زندگی میں سمو لیں۔ مساوات محمدی اور نظام مصطفیٰ ﷺ اسی وقت شرمندہ تعبیر ہو سکتے ہیں۔ لیکن صرف متابعت سے کام نہ بنے گا۔ محبت ضروری ہے۔ بغیر محبت متابعت مردود ہے۔ شاہان عالم اپنی رعایا سے صرف تابعداری کے طلبگار ہیں محبت کے نہیں لیکن یہاں خالق حقیقی جل مجدہ محبت کے ساتھ متابعت چاہتا ہے۔ ایسی محبت جس کے آگے والدین، آل اولاد، عزیز و اقارب، مال و دولت، مکانات اور محلات سب کی محبت ہیچ نظر آئے (احب الیکم من اللہ ورسولہ) میں اسی محبت کو طلب کیا گیا ہے۔ محبت میں کمال جبھی پیدا ہوگا جب اغیار سے منہ پھیر لیا جائے صرف اسی کی غلامی اختیار کی جائے۔ محبت رسول ہی جان ایمان ہے............

(جان ایمان از مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ)

تکمیل ایمان کی شرط محبت رسول ﷺ سے معلق ہے۔ یہ جذبہ دل میں موجزن نہ ہو تو ایمان ایسا پھول ہے جس میں خوشبو نہیں۔ ایسا چاند ہے جو چاندنی سے محروم ہے کیونکہ شب اسریٰ کے دولہا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے (والذی نفس محمد بیدہ لا یکون احدکم مومنا حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔ الحدیث) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میری محبت اس کے دل میں اپنے والدین، اولاد، حتیٰ کہ ساری انسانیت سے زیادہ نہ ہو۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد پاک کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر مسلمان کے لئے محبت رسول ہی ایمان کی جان ہے۔ لیکن توجہ طلب بات یہ ہے کہ

عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جاں تو اسی منزل کی طرف رخت سفر باندھتا ہے۔ جہاں حسن اپنی ہوش ربا تجلیات کے جھرمٹ میں جلوہ آراء ہو۔ اس کے دلرباء جلوے اسے دعوت نظارہ دے رہے ہوں۔ عشق کا یہ جذبہ حسن کے نئے روپ کا متقاضی ہوتا ہے۔ کچھ مزاج ایسے ہوتے ہیں جو حسن سیرت میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ آئین جمال مصطفوی میں اپنے جذبوں کی تسکین ملتی ہے جب انسان محبت رسول ﷺ کو تسکین ایمان کی تکمیل کی شرط قرار دیتا ہے تو یقیناً ہر انسان کے جذبہ محبت کی تسکین کیلئے حسن کا ہر معیار آپ ﷺ کی ذات پاک کریم میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

قرآن کریم ﷺ نے حضور ﷺ کی آنکھوں کے حسن کو (مازاغ البصر) سے رخ روشن کو والضحیٰ سے عنبرین زلفوں کو (والیل اذا سجیٰ سے تعبیر کیا ہے۔ آپ کے حسن ظاہری کے جلوے ان گنت اور بے شمار ہیں۔ جمال سیرت کے بھی بے شمار پہلو ہیں۔ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کو اللہ وحدہ الکریم نے (انک لعلیٰ خلق عظیم) بنایا آپ ﷺ کی نبوت کو (کافۃ للناس بشیرا ونذیرا) فرمایا علم کی وسعتوں کو (علمک مالم تکن تعلم) کہا ہے کون سا جلوہ ہے جسکی رعنائیاں اور زیبائیاں اس ذات ﷺ میں موجود نہیں۔ کمالات کی ایسی جامعیت کے پیش نظر اللہ مجدہ نے حضور ﷺ کی ذات کو سارے انبیاء مرسلین پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

(افضل الرسل، از محمد صادق قصوری)

عشق میں ساری بہار نسبتوں کی ہے۔ جس نے عشق و محبت کی مٹھاس نہ چکھی۔ اور اس راز کو نہ پاسکا جس نے محمد ﷺ کو دل دیدیا۔ وہ سب کچھ پا گیا۔ سب کچھ سمجھ لیا۔ اللہ اللہ نام نامی محمد ﷺ کس قدر پر بہار ہے اس بہار کی باتیں کیسی پر بہار ہیں۔ جان افزاء

بھی ہیں ۔قلم اٹھتا ہی نہیں ، دل مانتا ہی نہیں ۔ چلا جارہا ہوں ، سمندر سیاہی بن کر سوکھ جاویں اور درخت قلمیں بنیں مگر اس نام کی تعریف ختم نہ ہوگی یہ نام کائنات کی جان ہے۔ ہاں ان کے نام پر ہی جیئے جایئے ۔ درود وسلام پڑھتے جائیں ۔ ایک ایک ادا کو اپنائیں ۔ ایک ایک بات کو دل میں بٹھائیں ۔ پھر چاند بن کر ابھریئے اور سارے جہان کو روشن کر دیں۔

”دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے“

فکر کی کشور جذبوں کی معراج ، مذاہب کا مقصود ، ادیان کی روح ، عبادتوں کی اساس آپ ﷺ کی ذات ہے۔ دانش ، دین ، فکر و فن اس وقت تک خلا میں رہتے ہیں جب تک ان کا موضوع اور مرکز حضور ﷺ کی ذات نہ بن جائے۔ وہ شخص بہت بلند بخت اور خوش نصیب ہوتا ہے جسے میرے آقا مدینہ والے جان وایمان کی لغت لکھنی میسر آ جائے۔

نبی اکرم ﷺ کے فضائل وشمائل کو کسی ایک کتاب میں جمع کرنا ناممکن ہے۔ صرف نام اقدس محمد ﷺ کی برکات ومعجزات پر کئی کتب لکھی گئی ۔ جس کے لئے جمال مصطفیٰ ﷺ مقصود ہو جائے تو تصور ہی تصور میں جگ مگ نام محمد کے صدقے ہر آن نئے محور پر ہے۔ نیا ظہور نور علی نور ہے۔

تیرا وجود ہے نوری پاک ہے تو
فروغ دیدہ افلاک ہے تو
تیرے صید زبوں افرشتہ وجود
کہ شاہین شہ لولاک ہے تو

سیرت نگاروں میں ایسی ہستیاں نظر آتی ہیں جو اس مشن میں وقف ہو گئیں۔ وہ سیرت مبارکہ پر گرانقدر ذخیرہ چھوڑ گئے۔ جو امت مسلمہ کیلئے تا قیامت تا حیات علمی سرمایہ رہے گا۔ لیکن کوئی سیرت نگار یہ دعویٰ نہیں کرے گا کہ اس نے سیرت کے تمام پہلوؤں کا کماں احاطہ کر لیا۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو سیرت نبوی ﷺ کے عمیق سمندر سے بہت دور محسوس کرتا ہے جیسا کہ رسالہ ھٰذا میں نور مجسم ﷺ کے خصائص، اختیارات، شمائل، اخلاق حسنہ جامعیت کے ساتھ نمونہ بنا کر پیش کیے گئے ہیں۔

شاہ لولاک کے وہ عاشق جن کی رگ رگ میں محبت رسول ﷺ نے ڈیرہ جمایا۔ وہ ہستیاں جنہوں نے پاک ہند میں عشق رسول ﷺ کی دھوم مچائی ان میں اکثریت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی کے تلامذہ ہیں یا ان کے ماننے والے اور محبت والے ہیں۔ وابستگان ہیں۔ ان سے عشق نبی ﷺ سیکھنے والے ہیں۔ انہی قافلہ سالار میں ایک نام سیّد اسد محمود کاظمی قادری کا ہے۔ وہ مدرس ہیں۔ مصنف ہیں۔ ان کا مسلک عشق ہی عشق ہے عشق نبی ﷺ پر لکھنا وہ عبادت تصور کرتے ہیں۔

دوران مطالعہ اس تحریر میں ہر سطر عطر بیز کو عشق رسول ﷺ کی خوشبو سے معطر پاتے ہیں جو ہر عاشق رسول اللہ ﷺ کے قلبکو کیف و سرور اور عشق و وجدان کی دولت لازوال سے مالا مال کر دیتی ہے۔ ان شاء اللہ اس رسالہ مبارکہ کو بارگاہ رسالت میں شرف قبولیت ملے گا۔ کیونکہ کتاب ہٰذا کو سید زادہ کاظمی مدظلہ نے عشق و عرفان کی نورانی ضیا پاشیوں سے سپرد قلم کیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ بھی ہے کہ فاضل ساتھی اس کتاب کے ہر باب میں مستند معلومات و ماخذ معتبرہ کو لائے ہیں۔ انداز دلپذیر ہے۔ کتاب میں قرآن کریم، احادیث صحیحہ، اقوال سلف صالحین۔ تاریخ و سیرت کی بہترین کتب سے

حوالہ جات نقل فرمائے ہیں۔حضور علیہ جمیع کمالات کے جامع و اکمل ہیں۔کوئی ایسا کمال نہیں جو آپ علیہ میں موجود نہ ہو۔ہمارے آقا و مولا علیہ ہر فضل و شرف کے مالک اور آپ کے اوصاف ہر عیب سے منزہ ہیں۔

جو شئے بس تیرے سامنے گزرے درود پڑھ
ہر جز و کل ہے مظہر انوار مصطفیٰ علیہ

سید زادہ کاظمی نے جتنے عنوانات قائم فرمائے ہیں ان کی تفصیل اور حق ادا کرنے کیلئے سیرت نبوی علیہ کی کئی جلدیں درکار رہوں گی ہر عنوان ایک جداگانہ کتاب کا مقتضی ہے۔ماضی قریب میں نام نامی مصطفیٰ علیہ، جمال مصطفیٰ، اختیارات مصطفیٰ علیہ، شمائل مصطفیٰ، کمالات مصطفیٰ علیہ پر کتب لکھی گئیں ہر ایک کا نیا رنگ و خوشبو ہے۔خصائص مصطفیٰ اور معجزات مصطفیٰ کی بہاریں اور علامہ جلال الدین سیوطی کی خصائص الکبریٰ اور علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی جواہر البحار فی فضائل نبی المختار میں سمٹتی نظر نہیں آتیں۔حقوق المصطفیٰ علیہ کا سمندر، شفاء شریف اور قاضی عیاض مالکی میں ملاحظہ کریں۔البتہ شاہ جی نے سیرت کے پہلو مبارکہ کا جملہ شان و محبت والے مستند ماخذین سے نورانی و وجدانی تراشے لیکر گلشن رسول اللہ سجایا ہے۔تاکہ عوام الناس کو اختیارات و کمالات نبوت کا احساس دلایا جائے یوں ان کے اذہان میں، قلب و جگر میں عشق و مستی کی کیاریاں بنیں اور پھل پھول پھوٹیں۔یہ بندے فدایان رسول اللہ بن جائیں۔بے شک یہ انوکھی کوشش ہے۔

فقیر رضویات کا ادنیٰ طالبعلم ہے اور اس سفر محبت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ میں سیّد اسد محمود کاظمی کی خدمات بھی حاصل کرنے کی آرزو لئے ہوئے ہے۔ مجھے حکم ملا کہ مسافر بریلی شریف کی خاک و جستجو سے چند سطریں شامل مقالہ کر دوں۔ کیونکہ حضرت شاہ جی کو تاجدار بریلی شریف سے ایک نسبت حاصل ہے۔ اس لئے اس عنایت کو حرز جان بنا کر عاشق زار بن کے لکھا۔ جب تک محبت میں کمال پیدا نہیں ہوتا زندگی زندگی نہیں بنتی۔

فاضل مولف برادرم کاظمی صاحب نے کیا موضوع منتخب کیا۔ آنکھوں کی ٹھنڈک، دل کی بہار۔ مولف محترم کا اس احقر سے پہلے کوئی تعارف نہ تھا۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کو تعارف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ان کے چاہنے والے خود بخود لکھنے چلے آتے ہیں۔ چاہتوں کی دنیا کا عالم ہی عجیب ہے۔ ہجر و فراق میں دل کھنچنے لگتے ہیں۔ فاضل ساتھی نے اسی راہ محبت سے تقریظ لکھنے کی آرزو کی۔ فرصت تو اپنی جگہ، اتنی بصارت و بصیرت کہاں سے لاؤں؟ مگر جس کریم آقا کا کھاتے ہیں ان کی عنایت سے جو دکھایا گیا۔ دل میں ڈالا گیا وہ کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی نور اللہ مرقدہ کی زندہ تابندہ تقریریں ہیں۔ بلکہ اب تصویریں ہیں جو میرے مطالعہ کی جان ہیں۔ سب کے لئے جان ایمان ہیں۔ جان جہاں ہیں۔ ورنہ نہ زبان کھل سکتی ہے نہ قلم لکھ سکتا ہے۔ مقدمہ کتاب تو نہ لکھنا تھا مگر میں نے جو سطریں لکھیں فقط ڈاکٹر صاحب موصوف کی یادوں کو ان کی روحانی تحریروں سے تازہ کیا ہے۔ جو کچھ ترتیب دیا وہ اس دل و دماغ کے دامن میں عکس تحریر کے طور پر ہے۔ یہ گلشن ان کے پھولوں سے سجایا ہے۔ الحمدللہ تعالیٰ نقالی کر ڈالی ورنہ علم و عمل کہاں حاصل تھا۔

یقیناً مولف نے عشق ومحبت میں ڈوب کر کتاب لکھی ہے اس میں عقل والوں کے لئے، دل والوں کے لئے، ہوشیاروں کیلئے مواد بھی ہے۔ دیوانوں کیلئے سوز وگداز بھی۔ جتنے عنوانات قائم فرمائے خدا کرے شاہ صاحب ان پر مفصل لکھنے کی آرزو کریں۔ محنت ولگن اور جانفشانی کا صلہ ضرور ملے گا۔ محبت کے موتی محنتوں کے گلشن میں سجا کے۔ آج سارا عالم اسی محبت کا بھوکا ہے۔ عظمت تلاش کرتا ہے۔ آپ نے نقش محبت سجا دیا۔ دلوں میں بٹھا دیا۔ یہی محبت وعظمت مقصود ہے۔ سچ پوچھئے کہ خوشبو اسم محمد واحمد ﷺ اس طرح چھپی ہے جیسے پھولوں میں خوشبو نظر نہیں آتی مگر دل کو معطر کرتی ہے۔ مگر یہ خوشبو وہ محسوس کرے جس کے دل کا چراغ عشق رسول اللہ ﷺ سے جلا ہے۔

عجائبات عالم میں دور جدید کا ایک عجوبہ ضرور ہے۔ میرے بزرگو! میرے نوجوانو! اس جان ایمان ﷺ کے نقش قدم پر چلئے۔

آفتاب وماہتاب کی روشنیوں میں بڑھتے جایئے۔ آئینہ مصطفیٰ ﷺ کو سامنے رکھئے۔ خود کو سنوارتے جایئے سب آئینے توڑ دیجئے۔ صرف ایک آئینہ ہے جسے آئینہ ساز نے ہمارے لئے بنا رکھا ہے۔ بن سنور کے دنیا کے سامنے آیئے اور عظیم انقلاب برپا کیجئے۔ کچھ پاس نہیں نہ سہی۔ ایمان ایک عظیم قوت ہے۔ عشق ایک لازوال دولت ہے۔ اسی سے افراد زندہ ہوتے ہیں۔ اسی سے قومیں زندہ ہوتی ہیں۔ یہ قرآنی پیغام ہے۔ ابدی پیغام ہے۔ آخری پیغام ہے۔ یہی روح اسلام ہے۔

مولائے تعالیٰ جل مجدہ صاحبزادہ سید اسد محمود کاظمی صاحب کی اس کاوش، محنت وخدمت علمی کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ ان کیلئے ذریعہ عقبیٰ بنائے۔ پڑھنے والوں کے دل میں حضور ﷺ کی محبت وعظمت کے سکے بٹھائے۔ اس کار خیر کے سبب

حضرت مصنف کے دل کو روشن فرمائے ۔ عامۃ المسلمین کو استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے ۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

مسافر بریلی شریف، سفیر رضویات

خاکپائے خواجہ نقشبند گھمکول شریف

مجاہد محمد رفیق نقشبندی

بروز عید الاضحیٰ ۱۴۳۰ھ

باب اوّل

جسم مقدس کی انفرادی شان خوشبو مبارکہ

باب اول

جسم مقدس کی انفرادی شان خوشبو مبارکہ

حضور اکرم ﷺ کی نرالی و عجیب صفتوں میں سے ایک پاکیزہ وطیب خوشبو ہے۔ یہ آپ ﷺ کی ذاتی تھی۔ کسی قسم کی خوشبو استعمال کیے بغیر ہی دنیا کی کوئی خوشبو آپ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو سے ہمسری نہ کر سکتی تھی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ہر ایک خوشبو خواہ مشک ہو یا عنبر سونگھی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی خوشبوئے اطہر سے زیادہ کوئی نہ تھی اور ام عاصم زوجہ عتبہ بن فرقد سلمی بیان کرتی ہیں کہ ہم چار عورتیں عتبہ کی زوجیت میں تھیں اور ہم میں سے ہر ایک یہی کوشش کرتی کہ زیادہ خوشبو میں بس کر عتبہ کے قریب جائیں ہم سب اس کوشش میں خوب خوشبو کا استعمال کرتیں لیکن ہم میں سے کسی کی خوشبو عتبہ کی خوشبو تک نہ پہنچتی حالانکہ عتبہ خوشبو کو بھی اسی حد تک استعمال کرتے تھے کہ روغن کو اپنے ہاتھوں سے چھوتے اور اسے اپنی داڑھی پر ملتے مگر اس کی خوشبو ہم سب پر غالب رہتی اور جب عتبہ باہر جاتے تو لوگ کہتے کہ ہم خوشبو استعمال کرتے ہیں لیکن کوئی خوشبو عتبہ کی خوشبو سے زیادہ تیز نہیں ہے۔ ام عاصم کہتی ہیں کہ میں نے ایک دن عتبہ سے کہا ہم سب خوشبو کے استعمال میں خوب کوشش کرتی ہیں لیکن تمہاری خوشبو تک ہماری خوشبو نہیں پہنچتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک مرتبہ مجھے " **شری** " یعنی گرمی دانے جسے پت کہتے ہیں نکل آئے تھے (اس مرض میں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سارے بدن میں چنگاریاں لگی ہوئی ہیں) تو میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر اپنے اس مرض کی شکایت کی کہ علاج فرمائیں۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اپنے بدن

سے کپڑے اتار دو تو میں کپڑے اتار کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میری پشت وشکم پر ملا اور اس وقت سے یہ خوشبو مجھ میں پیدا ہوگئی۔ ❶

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصاف حمیدہ

خصائص مصطفوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں سے ایک اہم خصوصیت سرکار دو جہاں ﷺ کے جسم مقدس اور پسینہ مبارک کی خوشبو ہے۔ رحمت عالم ﷺ کے جسم مبارک سے تو خوشبو آتی ہی تھی حضور تاجدار کائنات ﷺ جس راستے سے گزر جاتے تھے وہ راستہ ہی خوشبوئے مصطفیٰ ﷺ سے معطر ہو جاتا تھا۔ کس قدر خوب فرمایا ترجمان حقیقت، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل دیے ہیں کوچے بسا دیے ہیں

اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے ناشر افکارِ اعلیٰ حضرت صوفی محمد اول قادری سنبھلی فرماتے ہیں " حضور ﷺ کے جسم پاک کی بھینی بھینی خوشبو نے دل کی کلی کو کھلا کر پھول کر دیا ہے۔ حضور ﷺ جس راستے تشریف لیجاتے تو گلی کوچوں میں آپ ﷺ کی خوشبو بس جاتی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آپ ﷺ کی خوشبو کو سونگھتے ہوئے آپ ﷺ تک پہنچ جاتے تھے۔ ❷

حضرت ابو ہریرہ اور خوشبوئے مصطفی ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے جھرمٹ میں بیٹھے تھے ناگاہ اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے اور جب کافی

دیر تک نہ آئے تو ہم پریشان ہو گئے۔ آپ ﷺ کو تلاش کرنے کا خیال آیا۔ سب سے پہلے میں اٹھا۔ بنی نجار کے باغ کے قریب پہنچا۔ میرا خیال تھا کہ حضور ﷺ باغ میں تشریف فرما ہیں۔ باغ کے دروازے بند تھے۔ میں نے اس میں داخلہ کیلئے ایک نالہ کے سوا اور کوئی راستہ نہ پایا۔ پس میں نے لومڑی کی طرح اپنا جسم سکیڑا اور نالہ کے ذریعہ باغ میں داخل ہوا۔ اندر پہنچا تو حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔

غور فرمایئے کہ باغ کی چار دیواری کے باہر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کیسے یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ باغ میں تشریف فرما ہیں اور ایسا یقین کہ کوئی اور راستہ نہ ملا تو نالہ کے ذریعہ ہی باغ میں داخل ہو گئے۔ لگتا ہے باغ کے باہر انہیں خوشبوئے رسالت آ رہی تھی اور ان کے دل و دماغ میں جب مشام نبوت کی مہک پہنچی تو انہیں یقین ہو گیا کہ سرکار ﷺ باغ میں تشریف فرما ہیں۔ پھر باغ کے اپنے پھلوں اور پھولوں کی خوشبو مغلوب ہو گئی تھی اور سرکار ﷺ کی خوشبو ان پر غالب آ گئی تھی۔ حضور ﷺ کبھی کسی جنس کے بالمقابل نہیں آئے مگر اس جنس کے کمالات مغلوب ہو جاتے اور سرکار ﷺ کے انوار اس پر غالب رہتے۔ (3)

مشک سے بہتر پسینہ

اب رسول اللہ ﷺ کے پسینہ مبارک کا اعجاز سنیئے۔ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں " ایک شخص نے اپنی لڑکی کو اس کے شوہر کے گھر بھیجنے کے لئے خوشبو کی جستجو کی مگر اسے نہ مل سکی تو اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے لئے عرض حال کیا کہ حضور ﷺ کوئی خوشبو عطا فرمائیں مگر کوئی خوشبو موجود نہ تھی تو حضور ﷺ نے شیشی طلب فرمائی تاکہ اس میں خوشبو ڈال دی جائے پھر

آپ علیہ السلام نے اپنے جسم اقدس سے پسینہ لے کر اس شیشی کو بھر دیا اور فرمایا! جا کر اسے اپنی لڑکی کے جسم پر مل دو۔ جب اسے ملا گیا تو سارا مدینہ اس کی خوشبو سے مہک گیا تھا اور اس گھر کا نام ہی " بیت المطیبین" خوشبو کا گھر رکھ دیا۔ 4

حضور غزالی زماں کی تشریح

فقیہ العصر مفتی محمد امین صاحب زید مجدہ نقل فرماتے ہیں: غزالی زماں رازی دوراں فرید العصر محقق اعظم حضرت عاشقِ رسول علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے جامعہ رضویہ کے جلسہ عام میں اس واقعہ کو بیان فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ " اس لڑکی کو تا حیات پھر کبھی خوشبو لگانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی بلکہ اس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں جو بچہ پیدا ہوتا اس کے جسم سے بھی خوشبو مہکتی تھی۔" 5

اس حدیث پاک کی ترجمانی امام اہلِ محبت، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے یوں فرمائی ہے

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر، نہ پھر چاہے دلہن پھول

حضرت محدث علی پوری کا واقعہ

خطیبِ اہل سنت، صاحبزادہ مقبول احمد سرور زید مجدہ فرماتے ہیں " امام خطابت والدی معظم حضرت پیر غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ سمندری والوں نے کئی مرتبہ بیان فرمایا کہ محدث علی پوری ولی کامل حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا واقعہ سنایا کہ میں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے مواجہ شریف پر سلام عرض

کرنے کے لئے حاضر ہوا تو میں نے ایک عجیب وغریب خوشبو سونگھی جو اس سے پہلے کبھی نہ سونگھی تھی۔ میرے پاس ہی کچھ فاصلہ پر ایک حبشی النسل آدمی بھی حاضر تھا، غور کیا تو یہ خوشبو اسی کے جسم سے آ رہی تھی میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے یہ خوشبو کہاں سے لی ہے جبکہ میں نے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی، نہ پائی حالانکہ میں نے دنیا کی تمام خوشبوؤں کو تقریباً سونگھا ہے۔ نواب دکن حیدر آباد میرے مریدین میں سے ہیں اور وہ مہنگی سے مہنگی خوشبو میری نذر کرتے رہتے ہیں مگر تجھ سے آنے والی خوشبو بے مثل و بے مثال ہے۔

اس حبشی کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اور روتے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر روضہ رسول کی جانب اشارہ کر کے کہا " یہ خوشبو مجھے اس سبز گنبد کے مکیں سے ملی ہے " میں نے کہا وہ کیسے؟ حضور علیہ کو انتقال فرمائے ہوئے بھی ساڑھے تیرہ صدیاں بیت گئی ہیں۔ " تو اس نے کہا کہ آپ جیسے بزرگوں نے ہی تو کئی مرتبہ بیان کیا ہے کہ سرکار علیہ السلام نے ایک بچی کو خوشبو کے لئے اپنا پسینہ عطا فرمایا تھا تو میں اسی کی نسل سے ہوں اس لئے مجھ میں سے اسی مبارک پسینہ کی خوشبو آ رہی ہے" 6

ایسی خوشبو نہیں ہے کسی پھول میں
جیسی میرے نبی کے پسینے میں ہے

دست مبارک کی خوشبو

آپ علیہ کے دست مبارک کی توصیف میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ نے میرے رخسار پر اپنا دست مبارک پھیرا تو میں نے ایسی ٹھنڈک اور خوشبو پائی کہ گویا آپ علیہ نے ابھی عطر کی ڈبیا سے اپنا دست اقدس نکالا ہے۔ جو کوئی بھی آپ علیہ سے مصافحہ کرتا وہ تمام دن اپنے

ہاتھوں میں خوشبو پاتا جس بچے کے سر پر دستِ شفقت رکھتے وہ آپ ﷺ کی خوشبو کی وجہ سے تمام بچوں میں ممتاز و معروف ہو جاتا۔

فائدہ

بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پسینہ مبارک سے گلاب کا پھول پیدا ہوا ہے ---------

مذکورہ بالا دلائل حضور نبی کریم ﷺ کی بے مثل و بے مثال بشریت پر دلالت کر رہے ہیں۔ مقالہ کا اختصار اگر ہمیں مانع نہ ہوتا تو تاریخ و سیرت کی کتابوں سے دلائل کے گلستان قائم کر دیتے جن کا ہر ہر پھول اور ہر ہر کلی سرکار دو جہاں ﷺ کی بے مثال بشریت کی خوشبو سے معمور ہو کر یہ اعلان کر رہی ہوتی،

ناداں انہیں اپنا سا کہتے ہیں نیازی
ذرہ نہیں ہوتا کبھی گوہر کے برابر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کتب سیرت اور کتب احادیث میں وارد سرکار دو جہاں ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سے متعلق روایات کی ترجمانی یوں فرمائی ہے۔

بھینی بھینی مہک پہ مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

حوالہ جات: باب اول

1. شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوت، جلد اوّل، صفحہ ۴۰
مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
2. صوفی محمد اوّل، سخن رضا، ص ۵، مطبوعہ شیخ محمد بشیر اینڈ سنز لاہور
3. علامہ غلام رسول سعیدی، مقالاتِ سعیدی، ص ۱۱۵
مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور
4. مدارج النبوت، جلد اول، ص ۴۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
5. علامہ مفتی محمد امین، البرھان، ص ۲۴
6. محمد مقبول احمد سرور، اظہار خطابت، جلد ۲، ص ۳۶۳
مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

باب دوئم

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خداداد اختیارات

باب دوئم

سید عالم ﷺ کے خداداد اختیارات

انوکھا مجرم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں ہم مسجد میں حضور نبی مکرم ﷺ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص اندر داخل ہوا، چہرے سے پریشانی اور پشیمانی کے آثار نمایاں تھے، انتہائی مضطرب اور بے قرار دکھائی دے رہا تھا جونہی اس کی نظر اپنے مہربان اور کریم آقا ﷺ کے شفیق چہرے پر پڑی، وہ یوں چلا اٹھا جیسے مظلوم و ستم رسیدہ بچہ اپنی مہربان ماں یا باپ کو سامنے پا کر بلک بلک کر رونے لگ جاتا ہے اور اپنی داستانِ غم سناتا ہے کہ آپ کی عدم موجودگی میں فلاں نے مجھ پر اس طرح ستم ڈھایا ہے اور بے آسرا یا کمزور سمجھ کر مارا ہے۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں ہلاک ہوگیا، حضور میں جل گیا" وہ بے اختیار چلایا۔ "اے مسافر اعرابی! کیا بات ہے؟ رمضان کے مہینے میں دن کے وقت روزے کی حالت میں اہلیہ کے قریب چلا گیا ہوں، اب مجھے دوزخ، بھاڑ کی طرح منہ کھولے نظر آرہا ہے، میں اس گھناؤنے جرم کی پاداش میں، بھڑکتی آگ میں جھونک دیا جاؤں گا، مجھے ڈر لگ رہا ہے، حضور! مجھے اس آگ اور ہلاکت سے بچائیے"۔

فرمایا: جس شخص سے یہ گناہ سرزد ہو جائے قرآن نے اس کی یہ سزا تجویز فرمائی ہے کہ وہ ایک غلام آزاد کرے، لہٰذا تم ایک غلام آزاد کر دو۔ اس نے دست بستہ عرض کی: میرے آقا میرے پاس تو کوئی غلام نہیں ہے، فرمایا: اچھا

تو پھر دو مہینے کے روزے رکھو! اس نے عرض کی: حضور اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔

فرمایا: اچھا تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے اسی عاجزی اور مسکینی کے عالم

میں عرض کی: میرے حضور! اس کی بھی سکت نہیں ہے۔

معدنِ عفو وحلم، بحرِ جود وسخا، شفیع عاصیاں، دستگیرِ بے کساں، رحمتِ مجسم،

نبی مکرم ﷺ ہر بات کے جواب میں عجیب وغریب مجرم کا ایک ہی جواب سن کر چپ ہو

گئے، تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا، اس نے گدھے پر کھجوریں لادی ہوئی تھیں، وہ اس

نے بطور ہدیہ حضور کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیں۔

کریم آقا ﷺ نے اپنے انوکھے مجرم کو یاد کیا "وہ جلنے سے ڈرنے والا اور

آگ سے بچنے کی کوشش کرنے والا کہاں ہے جس کی خواہش ہے کہ گناہ کی پلیدی سے

پاک ہو جائے اور پلے سے کچھ بھی خرچ نہ کرنا پڑے۔عرض کی حضور میں حاضر ہوں۔

ارشاد فرمایا: اے عزیز! یہ کھجوریں اٹھاؤ اور غرباء میں بانٹ دو، تمہارا

کفارہ ادا اور جرم معاف ہو جائے گا۔

جب اس نے دیکھا کہ دریائے کرم جوش پر ہے اور نبی مکرم ﷺ اپنے خصوصی

اختیارات استعمال فرماتے ہوئے غلام آزاد کرنے، ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے اور دو ماہ

کے روزے رکھنے کی جگہ، کھجوروں کے ساتھ کفارہ ادا کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں،

تو وہ دامنِ کرم پر مچل گیا اور جود وعطا کے بہتے ہوئے دھارے سے پورا پورا فائدہ اٹھانے

کے لیے تیار ہو گیا۔

نبوت کے اختیارات کی نوعیت سمجھ گیا تھا، اس لئے ناز کرنے والے ایک

معصوم بچے کی طرح عرض کی: مدینہ طیبہ کے گرد ونواح میں جتنے محلے اور میدان ہیں ان

میں سب سے زیادہ غریب میرا ہی گھرانا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس کا مطلب سمجھ گئے، اور جس فخر و ناز اور مان کے ساتھ اس نے عرض کی تھی اسے قائم رکھا اور جھڑکنے یا لالچی ہونے کا طعنہ دینے کی بجائے، آپ ﷺ اس کی اس ادا پر ہنس دیے اور فرمایا: یہ کھجوریں اپنے گھر لے جا اور اپنے اہل وعیال کو کھلا دے تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ اس نے ڈھیر ساری کھجوریں اپنی سواری پر لادیں اور گھر چلا گیا۔ جرم کر کے آیا تھا، جرم معاف کرا کے اور انعام لے کر واپس گیا۔ 7

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

بخاری شریف کی مذکورہ حدیث پاک جس کو علامہ محمد معراج الاسلام صاحب نے اپنی تحقیقی تصنیف "مسجد نبوی" میں ذکر کیا ہے اس کی ایک ایک سطر رسول اللہ ﷺ کے جود و سخا، اپنی امت سے شفقت، اپنے صحابہ سے محبت اور آپ ﷺ کے خداداد اختیارات پر دلالت کر رہی ہے۔

واقعہ کی نوعیت

اگر واقعہ کی نوعیت پر نگاہ ڈالیں تو اس کو دو حصوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ یعنی پہلا حصہ تو ایک فقہی شرعی مسئلہ کا وہ حل ہے جس کا تذکرہ قرآن عظیم نے بھی کیا، جبکہ دوسرے حصہ کا تعلق حضور نبی کریم ﷺ کے خصوصی اختیارات سے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے!

(1) جب کوئی آدمی رمضان المقدس کا روزہ جان بوجھ کر توڑ دے تو اس کیلئے شرعی حل کی تین صورتیں ہیں۔

۱۔ غلام آزاد کرنا ۲۔ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا

۳۔ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا

دنیا کا بڑے سے بڑا فقیہ بھی ان تین صورتوں کے علاوہ کوئی حل پیش نہیں کرسکتا۔

یہ تھا مسئلے کا شرعی و فقہی حل۔

(2) رسول اللہ ﷺ کا سائل کو کھجوروں کی تقسیم کا حکم دینا اور بعد میں خود ہی استعمال کرنے پر کفارہ کی ادیگی کی بشارت دینا رسول اللہ ﷺ کے وسیع اختیارات میں سے ہے۔

صحابی رسول ﷺ کا عقیدہ

جو صحابیؓ رسول اللہ ﷺ سے سوال پوچھ رہے ہیں ۔جواباً حضور ﷺ اس کا فقہی حل پیش فرما رہے ہیں ۔جبکہ صحابی رسول اس حل سے تو معذوری کا اظہار کر رہے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ خصوصی رعایت کے بھی ملتجی ہیں ۔اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ شرعی احکامات میں رعایت کا اختیار رکھتے ہیں۔

وگرنہ وہ صحابی فقہی حل سن لینے کے بعد مزید گزارش نہ کرتے ۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا یہی وہ روشن عقیدہ ہے جس کو آج کے دور میں اہل سنت و جماعت اپنائے ہوئے ہیں۔

مجدد اسلام علامہ جلال الدین سیو طی علیہ الرحمۃ

مجدد اسلام، علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ سیرت طیبہ پر اپنی شہرہ آفاق تصنیف خصائص کبریٰ میں ایک باب قائم فرماتے ہیں۔

"باب اختصاصه ﷺ بانه یخص من شاء بما شاء من الاحکام" "حضور نبی کریم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ جس کیلئے جو حکم چاہتے خاص فرما دیتے تھے۔ مجدد اسلام علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس عنوان کے تحت دس واقعات بیان فرمائے ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ کے اختیارات ثابت ہو رہے ہیں۔ ان میں سے صرف دو یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی

ابوداؤد اور نسائی رحمہما اللہ تعالیٰ عمارہ بن خزیمہ انصاری سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور اسے فرمایا میرے ساتھ چلو۔ میں اس گھوڑے کی قیمت ادا کر دوں گا۔ رسول ﷺ تیز تیز چلنے لگے اور اعرابی آپ ﷺ کے پیچھے آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔ راستے میں چند آدمی اعرابی سے ملے اور اس کا گھوڑا خریدنے کے متعلق بات چیت چھیڑ دی۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔ ان خریداروں میں سے کسی نے حضور پاک ﷺ کے ساتھ طے پانے والی قیمت سے زیادہ قیمت بتا دی۔ اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کو آواز دی۔ اگر آپ یہ گھوڑا خریدنا چاہتے ہیں تو مزید دیں ورنہ میں اسے کسی اور کے ہاتھ بیچتا ہوں۔ اعرابی کی آواز سن کر حضور ﷺ رک گئے۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اولست قد ابتعته منك "کیا میں نے تم سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا ہے؟ اعرابی کہنے لگا: "**لا واللّٰہ ما بعتك**" نہیں قسم بخدا میں نے اسے آپ کے ہاتھ نہیں بیچا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں ہے بلکہ میں اسے

خرید چکا ہوں لوگ قریب آگئے۔ بحث وتکرار جاری تھی۔ اعرابی کہہ رہا تھا کہ کوئی گواہ لاؤ جو یہ گواہی دے کہ میں نے گھوڑا آپ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔

وہاں جتنے مسلمان آئے تھے سب اعرابی سے کہتے رہے تجھ پر افسوس ہے۔ تو اللہ کے رسول ﷺ کی بات کیوں نہیں مانتا۔ حضور ﷺ تو ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ اتنے میں حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ آگئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اعرابی کی گفت وشنید سنی۔ اعرابی کہہ رہا تھا کوئی گواہ لاؤ جو یہ گواہی دے کہ میں نے یہ گھوڑا آپ ﷺ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔ یہ سنتے ہی حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**انا اشهد انك قد بايعته**" میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ بیچ دیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "**بم تشهد**" تم کیسے گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: "**بتصديقك يا رسول الله صلى الله عليك وسلم**" میں اس لئے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ ﷺ کے رسول برحق ہونے کی تصدیق کی ہے۔ میں آپ ﷺ کی ہر بات کو حق اور سچ مانتا ہوں۔

اپنے اس وفا شعار صحابی کا جذبہ اطاعت ومحبت دیکھ کر حضور رحمت عالم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دے دیا۔ (8)

چھوٹی بکری کی قربانی

شیخین رحمۃ اللہ علیہما حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ۱۰ ذوالحج کے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس نے ہماری طرح نماز پڑھ کر قربانی کی اس نے صحیح قربانی کر لی اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی تو اس

نے محض گوشت حاصل کرنے کیلئے بکری ذبح کرلی اس کی قربانی ادا نہ ہوئی ۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ! میں نے تو نماز عید کیلئے آنے سے پہلے قربانی کرلی ہے۔ میں نے سوچا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اس لئے میں نے جلد قربانی کرلی ۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھایا اور گھر والوں کے علاوہ پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو محض گوشت حاصل کرنے کیلئے بکری ذبح ہوگئی ہے۔

انہوں نے عرض کی میرے پاس ایک چھوٹی بکری ہے جس کی عمر سال سے کم ہے البتہ (اتنی فربہ ہے کہ) اس کا گوشت دو بکریوں سے بھی زیادہ ہوگا۔ کیا میرے لئے اس کی قربانی جائز ہے؟ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا " **نعم ولن تجزئ عن احد بعدك** "ہاں تمہارے لیے جائز ہے مگر تمہارے بعد کسی کیلئے (سال سے کم عمر کی بکری کی قربانی کرنا) جائز نہ ہوگا۔ (9)

شارح بخاری امام احمد ابن محمد قسطلانی علیہ الرحمہ

علامہ امام احمد ابن محمد القسطلانی علیہ الرحمۃ نے سیرت طیبہ پر لکھی ہوئی عظیم تحقیقی تصنیف " المواہب اللدنیہ " میں ایک باب یہ قائم فرمایا ہے۔

"**من خصائصه ﷺ انه كان يخص من شاء بما شاء من الا حكام**" آپ ﷺ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ ﷺ جس کے لئے جو حکم چاہتے اس کے ساتھ خاص کر دیتے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث طیبات میں سے پانچ واقعات حضور نبی کریم ﷺ کے اختیارات کے ثبوت میں بیان فرمائے ہیں جن میں سے صرف دو کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت ام عطیه رضی الله عنها کو نو حه کرنے کی اجازت

امام مسلم علیہ الرحمۃ نے ان سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: **یا یھا النبی اذا جاء ك المو منات یبا یعنك علی ان لا یشرکن با للہ شیئا۔**

ترجمہ:۔ اے نبی! جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی۔ (کنز الایمان) وہ فرماتی ہیں ان کا موں میں نوحہ (پیٹنا) بھی تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں گھر والوں نے دور جاہلیت میں میری مدد کی تھی اب میرے لئے ضروری ہے کہ میں ان کی مدد کروں تو آپ ﷺ نے ان کیلئے نوحہ کی اجازت دے دی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اس بات پر محمول ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو خاص اس گھرانے والوں کیلئے نوحہ کی اجازت دی اور صاحبِ شریعت کے لئے جائز ہے کہ عمومی حکم میں سے کسی کو خاص کر دے۔ (10)

حضرت اسماء بنت عمیس کو سوگ چھوڑنے کی اجازت

آپ ﷺ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو سوگ چھوڑنے کی اجازت دی۔ ابن سعد نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے جب حضرت جعفر ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا تین دن زینت چھوڑ دو پھر جو چاہے کرو (حالانکہ بیوہ کیلئے چار ماہ دس دن کا حکم ہے)۔ (11)

مجدد اسلام امام احمد رضا خان بریلوی رضی الله عنه

آیۃ من آیات اللہ، حجۃ اللہ علی الارض، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

بریلوی رضی اللہ عنہ نے حضور سرور کونین ﷺ کے اختیارات پر ایک مستقل کتاب "الامن والعلی" تحریر فرمائی ہے۔ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے خداد اختیارات پر آیات قرآنیہ اور احادیث طیبات دیکھنا چاہتا ہے تو وہ مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرے جس میں دلائل کا ایک جہان آباد کیا ہے۔ واللہ سچ فرمایا:

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

آپ رضی اللہ عنہ کی اس تحقیقی تصنیف میں سے صرف دو احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت عثمان غنی کو بدر میں حاضری کے بغیر غنیمت کا مستحق قرار دیا

صحیح بخاری و ترمذی و مسند احمد میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے غزوہ بدر میں رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ زوجہ امیر المومنین عثمان غنی بیمار تھیں۔ سید عالم ﷺ نے انہیں مدینہ طیبہ میں شاہزادی کی تیمارداری کیلئے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

"انّ لك اجر رجل ممن شهد بدرا و سهمة" ترجمہ: بے شک تمہارے لئے حاضرین بدر کے برابر ثواب اور حاضری کی مثل غنیمت کا حصہ ہے یہ خصوصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمادی حالانکہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔

سنن ابی داؤد میں انہی سے مروی ہے "يضرب له رسول الله ﷺ ولم يضرب لاحد غاب غيره" رسول اللہ ﷺ نے ان کیلئے حصہ مقرر

فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔ (12)

ایک شخص کا اسلام اس شرط پر قبول کرنا کہ دو سے زائد نمازیں نہ پڑھے گا

حدیث مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے۔ "حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن قتادة عن نصر ابن عاصم عن رجل منهم رضی اللہ عنه انه اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلم علی انه لا یصلی الّا صلاتین فقبل منه" یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرما لیا۔ (13)

گزشتہ صفحات میں اکابرین اسلام کی توضیحات کی روشنی میں ہم نے فقط ایسے واقعات کا انتخاب پیش کیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اختیارات سے متعلق ہیں اور مختار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس کیلئے رخصت عطا فرمائی وہ فقط اسی کے ساتھ خاص ہے۔ کائنات کا کوئی اور فرد اس میں شامل نہیں ہو سکتا۔ ان واقعات کی روشنی میں اب اس عقیدہ و نظریہ کی کہاں اہمیت رہ جاتی ہے کہ جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں۔ (14)

اگر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم مالک و مختار نہیں تو پھر گزشتہ مستند کتب سے منقول واقعات کی روشنی میں ہم یہ سوالات پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا آج کوئی فرد

- ☆ کسی ایک شخص کی گواہی کو دو گواہوں کے قائم مقام قرار دے سکتا ہے؟
- ☆ کسی کو ایک سال سے کم بکری قربانی کرنے کا فتویٰ دے سکتا ہے؟
- ☆ کسی کو آج نوحہ کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

☆ کسی بیوہ کو چار ماہ دس دن سے کم سوگ کی اجازت دی جا سکتی ہے؟

☆ کسی کو کسی جنگ میں شریک ہوئے بغیر اس کے شرکاء میں شمار کر سکتا ہے؟

☆ کسی کو تین نمازیں معاف کرنے کا فتویٰ دے سکتا ہے؟

اگر ایسا نہیں کیا جا سکتا تو پھر ماننا پڑے گا

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

حضرت ربیعه ابن کعب رضی الله عنه

عن ربيعة ابن كعب قال كنت ابيت مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فا تيته بو ضوء ه و حاجته فقال لی سل فقلت اسألك مرافقتك في الجنة قال او غير ذالك قلت هو ذاك قا ل فاعني على نفسك بكثرة السجود رواه مسلم ⑮

ترجمہ:۔ حضرت ربیعہ ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء اور استنجا کیلئے پانی لایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مانگ (جو چاہتا ہے) میں نے عرض کی: جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے علاوہ کچھ اور؟ میں نے عرض کی صرف یہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے معاملہ میں کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو۔

لفظ ”سل“ کا اطلاق وسیع اختیارات

صحیح مسلم اور مشکوٰۃ شریف کی بیان کردہ اس روایت میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو مطلقاً بلا قید ''سل'' فرمانا یعنی جو کچھ چاہو سوال کرو، حضور علیہ السلام کے وسیع اختیارات پر دلالت کرتا ہے۔ ذرا غور فرمایئے یہ جملہ کون کہہ سکتا ہے؟ جو کسی چیز کا اختیار نہ رکھتا ہو کیا وہ یہ جملہ کہہ سکتا ہے؟ نیتجتاً حضور علیہ السلام کا اپنے متعلق بھی یہ عقیدہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ جو کچھ بھی مانگیں گے۔ آپ علیہ السلام اللہ کے اذن سے انہیں ضرور عطا فرمائیں گے۔

علامہ علی ابن سلطان محمد القاری کی مزید توضیح

علامہ علی ابن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ مشکوٰۃ شریف کی شرح میں لفظ ''سل'' کی مزید توضیح ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ ''ویؤخذ من اطلاقه عليه السلام الا مر با لسئوال ان الله تعالیٰ مكّنه من اعطاء كل ما اراد من خزا ئن الحق ومن ثم عدّ ائمتنا من خصا ئصه عليه السلا م ۔انه يخص من شاء بما شاء كجعله شها دة خزيمة ابن ثابت بشها دتين رواه البخاری و كترخيصه فی النياحة لا م عطيه فی آل فلان خاصة رواه مسلم و قال النووی للشارع ان يخص من العموم ما شاء'' (16)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کو مانگنے کا حکم دینے سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو حق کے تمام خزانے عطا کرنے کا اختیار دیا ہے جس قدر آپ علیہ السلام چاہیں۔ اسی لئے ہمارے ائمہ کرام نے اس کو آپ علیہ السلام کے ان خصائص میں شمار کیا ہے کہ آپ علیہ السلام جس کیلئے جو چاہیں خاص فرما سکتے ہیں۔

جیسے آپ ﷺ کا حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ عنہ کی گواہی دو گواہیوں کے قائم مقام ٹھہرانا جسے بخاری نے روایت کیا ہے۔اور جیسے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو مخصوص افراد کیلئے نوحہ کی اجازت دینا جس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔اور امام نووی علیہ الرحمۃ نے کہا ہے کہ صاحب شریعت کیلئے جائز ہے کہ عمومی حکم میں کسی کو خاص کر دے۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

مشکوٰۃ شریف

"عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال بعثت بجوامع الكلم و نصرت بالرعب و بينا انا نائم رأ يتني اتيت بمفا تيح خزائن الا رض فوضعت في يدی " (17)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے اور جب میں سویا ہوا تھا تو میں نے دیکھا میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئی ہیں جو میرے ہاتھوں میں رکھی گئی ہیں۔

الامن والعلیٰ

امام احمد وابوبکر بن ابی شیبہ سیّدنا علی المرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

" اعطيت ما لم يعط احد من الا نبياء قبلی نصرت با لرعب و اعطيت مفا تيح الا رض " (18)

ترجمہ:۔ مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا رعب سے میری مدد

فرمائی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپتے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

احادیث طیبات کی نفیس تشریح

مذکورہ بالا احادیث طیبات میں جہاں رسول اللہ ﷺ کیلئے خزانوں کی کنجیاں ملنے کا ثبوت ہے وہیں ان احادیث میں استعمال تین الفاظ قابل غور ہیں۔

1۔مفاتیح 2۔خزائن 3۔الارض

مفاتیح جمع ہے مفتاح کی اور مفتاح کا معنیٰ ہوا کنجی یعنی یہاں پر لفظ جمع کا استعمال ہوا ہے۔خزائن بھی جمع ہے خزینۃ کی اور اس کا معنیٰ ہوا خزانہ اور " الا رض " پوری زمین کو کہتے ہیں۔مذکورہ تینوں الفاظ اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائیں۔

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے

محبوب کیا مالک ومختار بنایا

اختیارات مصطفی ﷺ مصنف تقویۃ الا یمان کے قلم سے

مصنف تقویۃ الایمان نے سورہ انعام کی آیۃ نمبر ۵۹ " وعندہ مفاتح الغیب " کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ " کنجی والے ہی کی اختیار میں تالے کو کھولنا یا نہ کھولنا ہے " (19)

ہم نے مشکوٰۃ شریف اور مسند امام احمد کے حوالہ جات سے سیّد عالم ﷺ کو خزانوں کی کنجیاں عطا ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف مبارکہ " الامن والعلیٰ " میں ۱۲ احادیث فقط

اس موضوع پر تحریر فرمائی ہیں کہ حضور سرور کونین ﷺ کو اختیار و تصرف کی کنجیاں عطا ہوئی ہیں اور ساتھ ہی مصنف تقویۃ الایمان کے قلم سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ کنجیوں والا صاحب اختیار ہوتا ہے۔

خدا کی شان دیکھیں کہ جس قلم نے چند صفحات بعد یہ اگلنا تھا کہ " جس کا نام محمد یا علی ہے اس کو کسی بات کا اختیار نہیں " (20)

اسی قلم سے اپنے محبوب ﷺ کے اختیارات کو ثابت فرمایا اور اگر کوئی یہ کہے کہ مصنف تقویۃ الایمان نے اسی صفحہ پر یہ تحریر کیا ہے کہ " ایک مسلمان موحد کا یہ عقیدہ ہو نا ضروری ہے کہ اللہ نے غیب کے خزانوں کی کنجیاں اپنے ہی پاس رکھی ہیں ان خزانوں کا کسی کو خزانچی نہیں بنایا وہ خود اپنے ہاتھ سے قفل کھول کر جس کو جس قدر چاہے دے دے اس کا ہاتھ کون روک سکتا ہے۔

تو ہم کہیں گے کہ یہ بھی ہماری ہی تائید ہے کہ ہمارا عقیدہ ہی یہی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سارے کا سارا اللہ ہی کا عطا کردہ ہے۔ جب خدا قفل کھول کر عطا کرنے پر قادر ہے تو کیا کنجیاں عطا کرنے پر قادر نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہی یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے ہی حضور ﷺ تقسیم فرماتے ہیں اور الحمد للہ یہ عقیدہ حضور ﷺ کے فرمان عظمت نشان سے مستنبط ہے۔

بخاری شریف کی روایت ملاحظہ فرمائیں۔ (21)

" من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین و انما انا قاسم و اللّٰہ یعطی "

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے " کیا خوب فرمایا امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے

اصل ہر بود ، بہبو دتخم وجود
قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام

حوالہ جات: باب دوئم

7. علامہ محمد معراج الاسلام، مسجدِ نبوی، صفحہ ۳۸۴
مطبوعہ زاویہ پبلشرز لاہور

8. علامہ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، جلد دوم
ص ۴۷۷ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

9. علامہ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، جلد دوم، ص ۶۷۷
مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

10. علامہ احمد ابن محمد القسطلانی، المواہب اللدنیہ، جلد دوم، ص ۴۱۱
مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

11. علامہ احمد ابن محمد القسطلانی، المواہب اللدنیہ، جلد دوم
ص ۴۱۲، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

12. اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں، الامن والعلی
ص ۱۴۷، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

13. اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں، الامن والعلی
ص ۱۵۰، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

14. اسماعیل دہلوی، تقویۃ الایمان، ص ۵۶، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی

حوالہ جات: باب دوئم

15 ابو محمد الحسین ابن مسعود الفراء البغوی، مشکوۃ المصابیح، باب السجود و فضلہ، فصل اول، ص۸۴، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

16 علی ابن سلطان محمد القاری، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ جلد دوم صفحہ ۳۲۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

17 ابو محمد الحسین ابن مسعود الفراء البغوی، مشکوۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین، ص۵۱۲، قدیمی کتب خانہ کراچی

18 اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں، الامن والعلیٰ ص۵۳، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

19 اسماعیل دہلوی، تقویۃ الایمان، فصل شرک فی العلم ص۳۴، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

20 اسماعیل دہلوی، تقویۃ الایمان، فصل شرک فی العبادات ص۵۶، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

21 امام محمد ابن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، جلد اول کتاب العلم، ص۱۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

باب سوئم

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ

باب سوئم

رحمت عالم ﷺ کے اخلاق عالیہ

فتح مکہ :۔

ہجرت کے وقت انتہائی رنجیدگی کے عالم میں حضور تاجدار عالم ﷺ نے اپنے یارغار صدیق جانثار رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر رات کی تاریکی میں مکہ سے ہجرت فرما کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا تھا اور مکہ سے نکلتے وقت خدا کے مقدس گھر خانہ کعبہ پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈال کر یہ فرماتے ہوئے مدینہ روانہ ہو گئے تھے کہ ''اے مکہ! خدا کی قسم! تو میری نگاہ محبت میں تمام دنیا کے شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے نہ چھوڑتا۔'' اس وقت کسی کو یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ مکہ کو اس بے سروسامانی کے عالم میں خیر باد کہنے والا صرف آٹھ ہی برس بعد ایک فاتح اعظم کی شان وشوکت کے ساتھ اسی شہر مکہ میں نزول اجلال فرمائے گا اور کعبۃ اللہ میں داخل ہو کر اپنے سجدوں کے جمال وجلال سے خدا کے مقدس گھر کی عظمت کو سرفراز فرمائے گا لیکن ہوا یہ کہ اہل مکہ نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ ڈالا اور صلح نامہ سے غداری کر کے ''عہد شکنی'' کے مرتکب ہو گئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلیف بنوخزاعہ کو مکہ والوں نے بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا۔ بے چارے بنوخزاعہ اس ظالمانہ حملے کی تاب نہ لا کر حرم کعبہ میں پناہ لینے کے لئے بھاگے تو ان درندہ صفت انسانوں نے حرم الٰہی کے احترام کو بھی خاک میں ملا دیا اور حرم کعبہ میں بھی ظالمانہ طور پر بنوخزاعہ کا خون بہایا۔ اس حملہ میں بنوخزاعہ کے تیئس آدمی قتل ہو گئے۔ اس طرح اہل مکہ نے اپنی اس حرکت سے حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ ڈالا اور یہی فتح مکہ کی تمہید ہوئی۔

چنانچہ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو رسول اللہ ﷺ مدینہ سے دس ہزار لشکر پر انوار ساتھ لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ سے چلتے وقت حضور ﷺ اور تمام صحابہ کرام روزہ دار تھے لیکن جب آپ مقام ''کدید'' میں پہنچے تو پانی مانگا اور اپنی سواری پر بیٹھے ہوئے پورے لشکر کو دکھا کر آپ نے پانی نوش فرمایا اور سب کو روزہ چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب نے سفر اور جہاد میں ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا موقوف کر دیا۔

غرض فاتحانہ شان وشوکت کے ساتھ بانی کعبہ کے جانشین حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے سرزمین مکہ میں نزول اجلال فرمایا اور حکم دیا کہ میرا جھنڈا مقام ''حجون'' (جنۃ المعلی) کے پاس گاڑا جائے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نام فرمان جاری کر دیا کہ وہ فوجوں کے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ یعنی ''کدا'' کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں۔ تاجدار دو عالم ﷺ نے مکہ کی سرزمین میں قدم رکھتے ہی جو پہلا فرمان شاہی جاری فرمایا وہ یہ اعلان تھا کہ جس کے لفظ لفظ میں رحمتوں کے دریا موجیں مار رہے ہیں: ''جو شخص ہتھیار ڈال دے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے امان ہے۔ جو کعبہ میں داخل ہو جائے گا اس کے لئے امان ہے''

اس موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

یا رسول اللہ! ﷺ ابو سفیان ایک فخر پسند آدمی ہے اس کے لئے کوئی ایسی امتیازی بات فرما دیجئے کہ اس کا سر فخر سے اونچا ہو جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

''جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے''

حضور ﷺ جب فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہونے لگے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی

" قصواء " پرسوار تھے اور آپ ﷺ ایک سیاہ رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے اور بخاری شریف میں ہے کہ آپ ﷺ کے سر پر " مغفر " تھا۔ آپ ﷺ کے ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دوسری جانب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے چاروں طرف جوش و خروش میں بھرا ہوا ہتھیاروں میں ڈوبا ہوا لشکر تھا جس کے درمیان کوکبۂ نبوی تھا۔ اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود شہنشاہ رسالت ﷺ کی شان تواضع کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ سورۂ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے اس طرح سر جھکائے ہوئے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کا سر اونٹنی کے پالان سے لگ جاتا تھا۔ آپ ﷺ کی یہ کیفیت تواضع خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے اور اس کی بارگاہ عظمت میں اپنی عجز و نیازمندی کا اظہار کرنے کے لئے تھی۔

بیت اللہ میں داخلہ

پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اونٹنی کے پیچھے بٹھا کر مسجد حرام کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کعبہ کے کلید بردار بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے مسجد حرام میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور کعبہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

کعبہ کے اندرون حصار تین سو ساٹھ بتوں کی قطار تھی۔ آپ ﷺ خود بہ خود نفس نفیس ایک چھڑی لیکر کھڑے ہوئے اور ان بتوں کو چھڑی کی نوک سے ٹھونکے مار مار کر گراتے جاتے تھے اور " جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ " کی آیت تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔ پھر ان بتوں کو جو عین کعبہ کے اندر تھے آپ ﷺ نے ان سب کو نکالنے کا حکم فرمایا۔ جب تمام

بتوں سے کعبہ پاک ہو گیا تو آپ ﷺ اپنے ساتھ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیکر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور تمام گوشوں پر تکبیر پڑھی اور دو رکعت نماز بھی پڑھی۔

کعبہ مقدسہ کے اندر سے جب آپ ﷺ باہر نکلے تو حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی ان کے ہاتھ میں عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "خذوها خالدة تالدة لا ينزعها منكم الا ظالم" یعنی یہ کنجی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم لوگوں میں رہے گی۔ یہ کنجی تم سے وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا۔

شہنشاہ دو عالم ﷺ کا دربار عام

اس کے بعد حرم الٰہی میں آپ ﷺ نے سب سے پہلا دربار عام منعقد فرمایا جس میں افواج اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین کے عوام و خواص کا ایک زبردست اژدھام تھا۔ اس دربار میں آپ ﷺ نے ایک خطبہ دیا اور پھر اہل مکہ کو مخاطب کر کے آپ ﷺ نے فرمایا کہ بولو، تم کو معلوم ہے کہ آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟

اس دہشت انگیز اور خوفناک سوال سے تمام مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اٹھے ،لیکن جبین رحمت کے پیغمبرانہ تیور کو دیکھ کر سب یک زبان ہو کر بولے "اخ كريم وابن اخ كريم" یعنی آپ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں ۔یہ سن کر فاتح مکہ ﷺ نے اپنے کریمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا کہ: "لا تثريب عليكم اليوم فاذهبوا انتم الطلقاء" آج تم پر کوئی ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔

بالکل غیر متوقع طور پر ایک دم اچانک یہ فرمان رحمت سن کر سب مجرموں کی

آنکھیں فرط ندامت سے اشکبار ہو گئیں اور کفار کی زبانوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعروں سے حرم کعبہ کے درودیوار پر بارش انوار ہونے لگی۔ مجرموں کی نظر میں ناگہاں ایک عجیب انقلاب برپا ہو گیا کہ سماں ہی بدل گیا۔ فضا ہی پلٹ گئی اور ایک دم ایسا محسوس ہونے لگا کہ: 22

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

فتح مکہ تاریخ عالم میں عفو و درگزر کی ایک ایسی لازوال مثال ہے جو ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آج ہمارے معاشرے میں اپنے مخالف کو ہر طرح کے حیلوں ہتھکنڈوں سے زیر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اگر کہیں موقع ملے تو مخالف کو اذیت دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جاتا۔ ہمارا یہ رویہ اپنے مسلمان بھائیوں سے ہے۔ مگر تصور فرمایئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہ عفو و درگزر ان لوگوں پر ہے جو کلمے کے بھی منکر ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو صبح و شام حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا محبوب شہر مکہ معظمہ چھوڑنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔ رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔۔۔ آپ ﷺ کا معاشی بائیکاٹ کیا گیا آپ کے صحابہ کو اذیتیں دی گئیں۔۔۔ اتنا کچھ کرنے والوں سے حضور رحمت عالم ﷺ نے کیا سلوک کیا۔۔۔؟ حضور ﷺ نے تمام کو معاف فرما دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہمارے لیئے مشعل راہ ہے۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا یہی وہ پہلو ہے جس نے مذہبی مخالفین کو اپنا عقیدہ اور نظریہ تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا۔ حالانکہ اپنا آبائی عقیدہ چھوڑنا بہت مشکل کام ہے۔ عفو و درگزر کی ایک اور جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم غزوہ ذات الرقاع میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب ہم ایک سایہ دار درخت کے پاس آئے تو ہم نے اسے نبی کریم ﷺ کیلئے چھوڑ دیا۔ مشرکین میں سے ایک شخص آیا رسول کریم ﷺ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے اس تلوار کو میان سے نکالا اور کہنے لگا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ۔ ابو عوانہ کے نزدیک یوں ہے کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے اٹھایا اور فرمایا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے کہا آپ اچھائی لینے والے ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس اعرابی نے کہا کہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ سے نہیں لڑوں گا اور نہ آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ راوی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا میں تمہارے پاس سب سے بہتر انسان کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔ (23)

احد میں زخمی کرنے والوں کیلئے دعا

ابن قیمہ ملعون نے رسول اللہ ﷺ پر ایسا پتھر پھینکا کہ آپ ﷺ کا رخسار مبارک خون آلود ہو گیا اور خود کی کڑیاں آپ ﷺ کے رخساروں میں ایسی پیوست ہوئیں کہ حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر اپنے آگے کے دانتوں کو خود کی ایک کڑی پر رکھ کر حضور ﷺ کے روئے مبارک سے کھینچا تو ان (حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح) کا دانت ٹوٹ کر گر پڑا۔ پھر دوسرا دانت دوسری کڑی پر رکھ کر کھینچا تو وہ بھی ٹوٹ

کر گر پڑا۔ اسی بنیاد پر ان کو رستم کہتے ہیں۔ عتبہ ابن ابی وقاص نے حضور اکرم ﷺ کی جانب ایسا پتھر پھینکا جس سے آپ ﷺ کا لب زیریں لہولہان ہو گیا اور آگے کے نچلے دندان مبارک کو شہید کر دیا۔ عبداللہ ابن شہاب نے حضور ﷺ کی کہنی مبارک کو پتھر پھینک کر زخمی کر دیا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب روئے پر انوار سید ابرار ﷺ سے خون جاری ہوا تو میرے والد مالک بن سنان اپنے منہ کو اس جگہ لگاتے اور ٹپکتا ہوا خون پی لیتے۔ اس پر کچھ لوگوں نے کلام کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے خون میں میرا خون مل جائے اسے آتش دوزخ چھو نہیں سکتی۔ اس قدر اذیت دینے والوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کے لب ہائے اقدس سے یہی نکلتا ہے **اللھم اغفر لقومی فا نھم لا یعلمون** "اے خدا میری قوم کو معاف فرمادے یہ مجھے نہیں جانتے۔ (24)

محدثین عظام نے اس موقع پر انتہائی دلچسپ نکتہ بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں "اپنی قوم" کیوں فرمایا؟ پتھر پھینکنے والوں کو حضور ﷺ اپنا فرما کر دراصل غضب الٰہی کو ٹھنڈا فرما رہے ہیں۔ اس قوم کی نسبت اپنی طرف کر کے رحمت للعالمین ﷺ نے انہیں بربادی سے بچا لیا۔ ورنہ ان پر ایسا عذاب آتا کہ ان کی نسلیں تباہ ہو جاتیں۔

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمناں نظر داری

رسول اللہ ﷺ کے اسی اخلاق نے مخالفین کی ایسی کایا پلٹی کہ جو بھی حضور ﷺ کی مجلس میں آجاتا وہ حضور ﷺ ہی کا ہو کر رہ جاتا۔ مجلس سرکار ﷺ کی جدائی پھر اسے گوارہ نہ ہوتی۔ بارگاہ رسالت سے اتنا پیار اور شفقت ملی کہ آنے والے اپنے والدین کو بھی چھوڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

اس سلسلے میں متعدد سیرت نگاروں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ایک آزاد کردہ غلام حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ کی بیان کردہ روایت ملاحظہ فرمائیں "حضرت اسامہ اور ان کے والد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دونوں سے نبی کریم ﷺ کو بڑی محبت تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو آزاد کر کے اپنی لونڈی ام ایمن (جن کا نام برکہ ہے) سے ان کا نکاح کیا جن سے اسامہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں قیدی بنائے گئے تھے۔ حکیم ابن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کیلئے ان کو خریدا تو نبی کریم ﷺ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ان کو بطور ہبہ مانگ لیا۔ محمد ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں ان کا ذکر کیا کہ ان کے والد اور چچا دونوں مکہ مکرمہ میں تلاش کرتے ہوئے آئے تو ان کو پا لیا۔ انہوں نے فدیہ دینا چاہا تو حضور ﷺ نے حضرت زید کو ہی اختیار دیا کہ چاہیں تو والد اور چچا کے ساتھ جائیں اور چاہیں تو یہیں رہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں کبھی بھی کسی کو آپ کے مقابلے میں اختیار نہیں کروں گا۔ (26)

تاریخ میں اس سے نادر اور کون سا واقعہ ہو گا کہ مدتوں کے بچھڑے ہوئے بیٹے

کو جب والد پا لیتا ہے مگر بیٹا والد کے ساتھ جانے سے انکار کر دیتا ہے۔ تصور فرمایئے وہ نظارہ کیسا ہوگا کہ جب باپ بیٹا ایک دوسرے کو ملے ہوں گے۔ کچھ گھر کی باتیں ہوئی ہوں گی۔ کچھ رشتہ داروں کے حال احوال سنائے گئے ہوں گے۔ والد بیٹے کو لیجانے کا خواہش مند ہے مگر بیٹا والد کے بجائے حضور علیہ السلام کی غلامی کو اختیار کر رہا ہے۔ گویا زبان حال سے حضرت زید رسول رحمت علیہ السلام کی طرف دیکھ کر عرض کر رہے ہوں گے:

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
آپ نے ہمیں خرید کر انمول کر دیا

ایک قرض خواہ یہودی کا دلچسپ واقعہ

ابن سعد نے "الطبقات" میں امام زہری سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عہد رسالت مآب علیہ السلام میں ایک یہودی نے تورات میں موجود آپ علیہ السلام کی صفات پڑھی تھیں۔ اس نے بغور جائزہ لیا، ہر صفت بہ تمام وکمال موجود تھی، لیکن وہ بردباری کا مشاہدہ نہ کر سکا تھا اس نے اس صفت کو آزمانے کا فیصلہ کر لیا۔ وہ یہودی خود بیان کرتا ہے۔

انی اسلفته ثلاثین دینارا الی اجل معلوم

میں نے حضور کریم علیہ السلام کو تیس دینار ادھار دیے تھے اور مدت بھی مقرر کر دی۔

دن گزرتے رہے جب مدت ختم ہونے میں ایک دن باقی رہ گیا تو میں دل میں بنائے ہوئے منصوبے کے مطابق دانستہ آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور سخت لہجے میں کہا:

یا محمد اقض حقی فا نکم معاشر بنی عبد المطلب مطل "اے محمد علیہ السلام! میرا قرض ادا کیجئے کیوں کہ آپ اولاد عبد

المطلب بہت ٹال مٹول کرنے والے لوگ ہیں۔

عشق ومحبت میں ڈوبے ہوئے ادب شعار حاضرین صحابہ کرام کو یہ کھردرا انداز تخاطب بہت برا لگا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تو حسب معمول غصے کو ضبط نہ کرسکے اور سخت جلال میں آکر یہودی سے مخاطب ہوئے: **یـــا یهــودی الخبیث أنا والله لولا مكانه لضربت الذي فيه عيناك** " او خبیث یہودی! اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی کی وجہ سے ادب مانع نہ ہوتا تو ابھی تیرا یہ سر جدا کر دیتا جس میں دو آنکھیں چمک رہی ہیں۔

لیکن پیکر علم وحلم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سکون وقرار سے بیٹھے رہے۔ یہودی کی طعن آمیز گفتگو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل غصہ نہ آیا حسب معمول ضبط وتحمل اور وقار کے ساتھ تشریف فرما رہے الٹا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے عمر! ہمیں تم سے کسی اور سلوک کی توقع تھی وہ شخص قرض خواہ ہے اسے ہر انداز اپنانے کا حق پہنچتا ہے تمہیں چاہیے تھا کہ ہمیں ادائیگی قرض کی تلقین کرتے اور اسے سمجھاتے کہ اس انداز سے مطالبہ نہیں کیا کرتے ہیں۔ اب جاؤ جا کر اس کا قرض ادا کرو اور کچھ زائد بھی دو اور اس کا جو بھی مطالبہ ہو وہ پورا کرو۔ یہودی اس موقعہ پر اپنے تاثرات بیان کرتا ہے:

فلم يزده جهلي الا حلما " میری بدتمیزی اور ڈھٹائی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلم میں اور اضافہ ہوا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لیکر گئے اور حکم کے مطابق قرض ادا کر دیا اور کچھ زائد بھی دیا۔ میں یہ صورت دیکھ کر بے ساختہ چلا اٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (26)

کہسار طائف کے مکینوں پر دعائے رحمت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، آپ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: کیا غزوۂ احد والے دن سے زیادہ سخت دن بھی آپ ﷺ پر آیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہاری قوم (قریش) سے جو پایا وہ پایا لیکن سب سے سخت وہ ہے جو عقبہ کے دن (بنوثقیف سے) پہنچا۔ میں نے ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا لیکن اس نے وہ جواب نہ دیا جو میں چاہتا تھا تو میں غم کی حالت میں جدھر منہ آیا چلا گیا۔ مجھے اس حالت سے اس وقت افاقہ ہوا جب میں (مقام) قرن الثعالب میں پہنچا۔ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا ہوا ہے، میں نے اس میں جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے اور ان کا جواب بھی سن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے کہ جو چاہیں اسے حکم دیں، پس پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور سلام پیش کرنے کے بعد کہا: اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) آپ کی قوم نے آپ کو جواب دیا وہ اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، مجھے آپ کے رب نے اس لئے بھیجا ہے کہ مجھے کوئی حکم دیں، اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین پہاڑوں (ابو قبیس اور قعیقان دو پہاڑ جو مکہ مکرمہ میں ہیں) کو ان پر الٹ دوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگوں کو پیدا کرے گا جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (27)

گویا پتھر مارنے والوں کیلئے بھی بارگاہ خداوندی میں یہ التجا ہورہی ہے۔

الٰہی رحم کر کہسار طائف کے مکینوں پر

الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

حوالہ جات:　　باب سوئم

22 علامہ جلال الدین احمد امجدی، عجائب القرآن ص۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ المدینہ

23 علامہ احمد ابن محمد القسطلانی، المواہب اللدنیہ جلد اول، ص۳۰۲، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

24 شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، جلد دوم ص۱۷۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

25 علامہ احمد ابن محمد القسطلانی، المواہب اللدنیہ، جلد اول ص۵۹۵، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

26 علامہ مفتی غلام حسن قادری، شانِ مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ ص۲۱۲، مطبوعہ مشتاق بک کارنر لاہور

27 امام محمد ابن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، جلد اول کتاب بدء الخلق، ص۴۵۸، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

باب چہارم

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک

باب چهارم

شب ہجرت حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کی ارجمندی

آج ہجرت کی رات تھی۔ سارے قبیلے کے نمائندہ کفر تیغ بے نیام لیے انتظار میں کھڑے تھے۔ اسی رسول رحمت کے انتظار میں جو انہیں ہلاکت وتباہی کے دھانے سے آسائش و دوام کی ٹھنڈی چھاؤں میں واپس لانا چاہتا تھا۔ اچانک پچھلے پہر کا شانہ نبوت کا دروازہ کھلا۔ ایک کرن چمکی اور آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں۔ خدا کا حبیب مسکراتا ہوا باہر نکلا اور تلواروں کے سائے سے گزر گیا۔ سحر کے اجالے میں صحرائے کفر کے خونخوار درندے جب دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے تو یہ معلوم کر کے حیرت سے وہ ایک دوسرے کا منہ تکتے رہ گئے کہ پیغمبران کی پلکوں کے نیچے سے گزر گیا اور انہیں خبر تک نہیں ہوئی ہزار تیاریوں کے باوجود ہر میں بجھی ہوئی تلواروں کا مصرف حاصل نہ ہو سکا۔ قبائل عرب کے مشترک محاذ پر آج کی شکست فاش سے رہبران کفر تلملا کر رہ گئے۔ فوراً ہی دار الندوہ میں مشاورت کی مجلس منعقد ہوئی اور طے پایا کہ ابھی محمد ﷺ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ اگر تعاقب کیا جائے تو آسانی سے انہیں پکڑا جا سکتا ہے۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد مکے کی گلیوں میں اعلان ہو رہا تھا کہ محمد ﷺ کو جو بھی گرفتار کر کے لائے گا اسے انعام میں سرخ اونٹ دیے جائیں گے۔

عرب کے مانے ہوئے شہسوار سراقہ کے کان میں جونہی اس اعلان کی خبر پہنچی وہ انعام کے لالچ میں اس مہم کو سر کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ فوراً ہی ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے، باگ سنبھالی اور دم کے دم میں نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

کچھ دور چلنے کے بعد انہیں مدینے کے راستے پر دو جھلملاتے ہوئے سائے نظر

آئے۔خوشی سے چہرہ دمک اٹھا۔سرخ اونٹوں کی قطار تصور میں رینگنے لگی۔فرط مسرت میں گھوڑے کو مہمیز لگائی اور ہوا سے باتیں کرتے ہوئے آن کی آن میں قریب پہنچ گئے۔ خدا کا آخری پیغمبر اپنے رفیق خاص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناقہ پر سوار مدینے کی طرف تیز تیز بڑھتا جا رہا تھا۔

سراقہ نے کمند ڈالنے کے لیے جونہی قدم آگے بڑھایا۔ایک پر جلال آواز فضا میں گونجی: **یا ارض خذیه** " اے زمین اسے پکڑ لے " فرماں روائے کونین کا حکم تھا۔گیتی کا کلیجہ ہل گیا۔فوراً زمین شق ہوگئی اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤں گھٹنے تک دھنس گیا۔سراقہ نے ہزار کوشش کی لیکن زمین کی گرفت سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکے۔جب عاجز و مجبور ہو گئے تو دو عالم کے تاجدار سے رحم کی درخواست کی۔سرکار نے ان کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور زمین سے خطاب فرمایا: " **اترکیه** " اچھا اب اسے چھوڑ دے۔

ابھی یہ الفاظ فضا میں گونج ہی رہے تھے کہ اچانک زمین کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور گھوڑے کا پاؤں باہر نکل آیا۔مال کا طمع بھی کیا چیز ہوتی ہے کہ بنی نوع انسان کو دیدہ دانستہ فریب کا شکار ہونا پڑتا ہے رہائی پا کر جب سراقہ واپس لوٹ رہے تھے تو تقصیر کی ندامت کے خوف سے دل ڈوبا جا رہا تھا۔جیسے ہی میل دو میل کی مسافت طے ہوگئی کہ حرص کا شیطان پھر دل پر مسلط ہو گیا اور فریب کی راہ سے تلقین شروع کی یہ واقعہ اتفاقاً پیش آگیا تھا۔اس کے پیچھے محمد ﷺ کی پیغمبرانہ توانائی کا قطعاً کوئی کرشمہ نہیں ہے۔ چلو واپس چلو۔سرخ اونٹوں کے انعام کا زریں موقع ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ﷺ کی گرفتاری کوئی انہونی چیز نہیں ہے۔دل کی آواز پر پھر سراقہ نے گھوڑے کی باگ

موڑ دی اور پھر تعاقب کرتے ہوئے سرکار کے قریب پہنچ گئے۔ اس بار بھی لبوں کو جنبش ہوئی۔ دھرتی کو کلیجہ شق ہوا اور سراقہ اپنے گھوڑے سمیت گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ پھر سراقہ نے رحمت و کرم کو آواز دی۔ پھر بخشش و درگزر کو پکارا پھر رحمت مجسم نے احسان کی بارش کی۔ زمین کو اشارہ کیا اور کائنات گیر اقتدار کی گرفت میں سسکتا ہوا دشمن پھر آزاد ہو گیا۔ اس بار دل کی گہرائی میں پیغمبر کی توانائی کا یقین پیدا ہو چلا تھا۔ بار بار سراقہ سوچ رہے تھے کہ ایک نیاز مند کی طرح زمین کی فرمانبرداری بلا وجہ نہیں ہے۔ کائنات کے خدا کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معنوی تعلق ضرور ہے لیکن نفس کا شیطان بڑا ہی چابکدست اور سحر طراز دشمن ہے۔ یہ ظالم ایک ہی لمحے میں دل کی ساری بساط الٹ کر رکھ دیتا ہے۔ سراقہ کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ شیطان نے پھر سرگوشی شروع کی۔ محمد اتنے ہی بڑے صاحب اقتدار ہوتے تو ایک تھکے ہوئے مجبور کی طرح مکے سے مدینے کی طرف ہجرت نہ کرتے۔ خیالی ہیبت کے آگے ہتھیار ڈال دینا بہادروں کا شیوہ نہیں ہے۔ سرخ اونٹوں کا انعام تمہاری زندگی کا نقشہ بدل کر رکھ دے گا۔ چلو واپس لوٹو۔ اس سے زیادہ زریں لمحہ تمہیں پھر کبھی میسر نہ آئے گا۔ بالآخر سراقہ پھر شیطان کے فریب کا شکار ہو گئے پھر تیزی کے ساتھ واپس لوٹے۔ پھر پیغمبر اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک لبوں کو جنبش ہوئی۔ پھر زمین کا دھانہ کھلا اور سراقہ ایک گرفتار پنچھی کی طرح سسکنے لگے۔ رحمت یزدانی نے دوبارہ سراقہ کو موقع دیا تھا کہ وہ سنبھل جائیں لیکن جب بار بار کی تنبیہ کے بعد بھی ان کی آنکھیں نہ کھلیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھایا اور دلنواز تبسم کے ساتھ سراقہ کو مخاطب کیا۔

سرخ اونٹوں کے فریب میں اپنے نوشتہ تقدیر سے کیوں جنگ کر رہے ہو

؟ تمہارا مستقبل میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہے۔ جن کی زلفوں کا اسیر ہونا مقدر ہے انہی کو گرفتار کرنے آئے ہو؟ کیا اب بھی تمہیں کفر کی شب دیجور کا سویرا نظر نہیں آیا؟ میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ کسریٰ کے سونے کے کنگن تمہاری کلائیوں میں چمک رہے ہیں۔ وہ دن زیادہ دور نہیں ہے کہ نصیبے کی ارجمندی تمہیں ایک وارفتہ حال دیوانہ کی طرح میرے سامنے لا کھڑا کرے گی اور تمہارا سینہ اسلام و ایمان کی دولت لازوال کا گنجینہ بن جائے گا۔

پیغمبر صادق علیہ السلام کی زبان حق ترجمان کے نکلے ہوئے یہ الفاظ سراقہ کے دل میں ترازو ہو گئے۔ تاریخ میں عالمی تسخیر کی یہ پہلی خوشخبری تھی جس کے پیچھے کوئی مادی سامان نہیں تھا۔ حیرت ہے کہ سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ جیسے جابر و عظیم فرمانروا کے کنگن دیکھنے والا آج وطن سے بھی شہر بدر کر دیا گیا۔

حضرت سراقہ پر جلد ہی صبح سعادت طلوع ہوئی اور وہ مدینے کے دارالامان میں پہنچ گئے اور پروانے کی طرح شمع رسالت کے جلووں میں نہاتے رہے۔ کلائیوں میں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہننے کا یقین ان کے دل کی دھڑکنوں سے منسلک ہو گیا تھا۔ جس رسول نے جبرائیل و میکائیل، عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ اور حشر و نشر کی خبر دی تھی اسی رسول نے کنگن پہننے کی خوشخبری بھی عطا کی تھی۔

زندگی کے دن اسی انتظار میں گزرتے گئے یہاں تک کہ خلافت فاروقی کے عہد زریں میں حضرت سراقہ سخت بیمار پڑ گئے۔ علالت سنگین ہو گئی۔ صورت حال شہادت دے رہی تھی کہ اب چند سانسوں کے مہمان رہ گئے ہیں۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم بالیں کے قریب جمع ہو گئے۔

عالم برزخ کی طرف منتقل ہونے والوں کے نام کچھ لوگ اپنا پیام وسلام کہنا چاہتے تھے کہ حضرت سراقہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور مسکراتے ہوئے کہا:

آپ حضرات اطمینان رکھیں، یہ میرا آخری وقت نہیں ہے۔ اس وقت تک موت میرے قریب نہیں آئے گی جب تک کہ میں اپنے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن نہ پہن لوں۔ ہر چیز اپنی جگہ سے ٹل سکتی ہے۔ سرکار رسالت ﷺ کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ حضرت سراقہ موت کے چنگل سے نکل آئے اور دیکھتے دیکھتے کچھ دنوں میں بالکل صحت یاب ہو گئے۔

آج مدینے میں ہر طرف مسرتوں کی بارش ہو رہی تھی۔ سجدہ شکر کے اضطراب سے سب کی پیشانیاں بوجھل ہو گئی تھیں۔ سپیدۂ سحر نمودار ہوتے ہی لشکر اسلامی کا قاصد فتح ایران کی خوشخبری لے کر آیا تھا۔ محمد عربی ﷺ کے غلاموں نے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا۔ آج تاریخ میں پہلی بار کسریٰ کے ایوانوں پر عظمت اسلامی کا پرچم لہرا رہا تھا۔ حق کے سطوت و جبروت کے آگے باطل اقتدار کا غرور چکنا چور ہو چکا تھا۔ چند ہی دنوں کے بعد ایران سے اموال غنیمت بکھیر دیا گیا۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے کسریٰ کے کنگن دریافت کیے۔ تلاش کے بعد جب وہ مل گئے تو حضرت سراقہ کو آواز دی اس وقت حضرت سراقہ کا عالم قابل دید تھا۔ ناز سے جھوم رہے تھے۔ فرط مسرت سے چہرہ کھلا جا رہا تھا۔ ارمانوں کے ہجوم میں مچلتے ہوئے اٹھے اور فاروق اعظم کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

آج سراقہ کے لئے زندگی کی محبوب ترین گھڑی آ گئی تھی۔ جس کی آرزو کو ساری عمر ایمان کی طرح سینے سے لگا رکھا تھا وہ آنکھوں کے سامنے جلوہ گر تھی۔ اہل مدینہ

بھی کیف و مستی کے عالم اپنے آقا ﷺ کا زندہ معجزہ دیکھ رہے تھے۔ امنڈتے ہوئے خوشی کے آنسوؤں میں حضرت سراقہ کی کلائیوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے۔ سر پر تاج رکھا اور شاہی قبا زیب تن کرائی۔ حضرت سراقہ کی شاہانہ سج دھج دیکھ کر اہل مدینہ جذبات سے بے قابو ہو گئے۔ فرط شوق میں منہ سے چیخ نکل گئی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی عشق و ایمان کی رقت انگیز کیفیت دیکھ کر بے خود ہو گئے۔ لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اس وقت کی بات ہے جب اسلام بے سروسامانی کے عالم میں تھا۔ ایک یزدانی مسافر نے آج کی عظیم الشان فتح کی خبر دی تھی۔ کل میدان قیامت میں آپ حضرات گواہ رہیے گا کہ سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنا کر میں نے اپنے آقا ﷺ کا فرمان پورا کر دیا۔

سرکار رسالت ﷺ کی شوکت اقتدار کا یہ نظارہ تاریخ فراموش نہیں کرے گی کہ ایک جنبش لب پر کائنات گیتی کا نقشہ بدل گیا اور عشق رسالت کے فیضان نے عرب کے صحرا نشینوں کو چشم زدن میں ساری دنیا کا فرما نروا بنا دیا۔ (28)

آج بھی ہو جو براہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

نگاہ نبوت کی مستقبل شناسی

واقعہ مذکورہ (حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ) نگاہ نبوت کی مستقبل شناسی پر ایک واضح دلیل ہے۔ قرآن عظیم کی متعدد آیات اور ذخیرہ احادیث میں سیکڑوں روایات حضور نبی کریم ﷺ کے خداداد علوم غیبیہ پر شاہد ہیں۔ خدا معلوم کچھ لوگ کیوں حضور نبی کریم ﷺ کے خداداد علوم غیبیہ کا انکار کر بیٹھے حالانکہ اپنے اکابرین کی باری آئے تو وہی علم غیب عطائی جو حضور امام الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کیلئے ماننا شرک نظر آ رہا تھا اپنوں کے حق

میں '' کشف '' کے خوبصورت الفاظ میں ملبوس کر کے یوں بیان کیا جاتا ہے گویا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔

حسین سانپ کے نقش و نگار خوب سہی
نگاہ زہر پہ رکھ خوشنما بدن پہ نہ جا

قطع نظر دیگر روایات کے اگر اسی واقعہ پر نگاہ ڈالی جائے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مستقبل شناسی کی جھلک دکھائی دیتی ہے کہ وہ واقعہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد۔۔۔۔خلافت صدیقی کے بھی بعد۔۔۔۔زمانہ فاروقی میں واقع ہونا تھا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے ارشاد فرما دیا۔

فرمان رسالت پر حضرت سراقہ کا یقین

فرمان رسالت پر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا یقین بھی غیر متزلزل تھا کہ شدید بیماری کے عالم میں بھی صحت یابی کی امید فقط اس لیے تھی کہ ان کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تکمیل ابھی ہونا تھی اور وہ بخوبی جانتے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی

(النجم، آیۃ ۳، پارہ ۲۷) ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش نفس سے نہیں کرتے (کنزالایمان) کی شان رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کسی جنگ میں جب دشمنوں نے قلعے کے دروازوں کو بند کر دیا۔ مسلمانوں نے بڑی کوشش کی مگر قلعے کے دروازے نہ کھول سکے۔ اس موقع پر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے ساتھیوں سے کہا کہ آپ مجھے کسی چیز میں لپیٹ کر قلعے کی دیوار کے اندر پھینک دیں ساتھیوں نے ہلاکت کا اندیشہ ظاہر کیا مگر حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ اس بات پر مصر رہے۔ چنانچہ ساتھیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو

قلعے کی دیوار کے اندر پھینک دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مردانہ وار حملہ کیا اور بالآخر قلعے کے دروازے کھول دیے۔ لشکرِ اسلام قلعے میں داخل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی۔ بعد میں حضرت سراقہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اس شدید خطرے میں زندہ بچ جانے کا یقین کیسے تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے کنگن پہننے کی بشارت دی ہے اور وہ میں نے ابھی تک نہیں پہنے ہیں مجھے یقین تھا کہ کچھ بھی ہو جائے فرمانِ رسالت کی تکمیل سے پہلے مجھے موت نہیں آ سکتی۔

اختیار مصطفیٰ ﷺ

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان "یا ارض خذیه" اے زمین اس کو پکڑ لے " پر زمین کا حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو پکڑ لینا اور "اتركيه" اسے چھوڑ دے " کہنے پر چھوڑ دینا کیا حضور نبی کریم ﷺ کے تصرف واختیار پر دلیل نہیں اور مزید یہ کہ اس کا تکرار اس اعتراض کو بھی رد کر رہا ہے کہ یہ اتفاقیہ ہو۔ ماننا پڑے گا کہ خالق کائنات نے زمین کو بھی اپنے محبوب ﷺ کا مطیع بنایا ہے۔

انفرادی اعزاز

سونا حضور نبی کریم ﷺ کی امت کے مردوں پر حرام ہے۔ امت مصطفیٰ ﷺ میں یہ انفرادی اعزاز حضور نبی کریم ﷺ نے فقط حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا کہ ان کے لئے سونے کے کنگن پہننا جائز قرار دیا۔ یہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کا اختیار ہے اس واقعہ سے ایک اور بھی پہلو نکلتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ مذکورہ بالا فرمان رسالت سننے پر آپ نے بھی کوئی تعجب نہ فرمایا اور نہ اس کا انکار کیا۔ پتہ چلا صحابہ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کل کی

خبر دی ہوئی ہے۔ حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کا ساری زندگی اس فرمان کی تکمیل کا انتظار کرنا ان کے عقیدہ علم غیب کو بھی ثابت کر رہا ہے۔

اور کوئی غیب تم سے کب نہاں ہو بھلا
جب خدا ہی نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود

حوالہ جات: باب چہارم

28 علامہ محمد ارشد القادری، زلف و زنجیر، ص ۱۹۹
مطبوعہ جمال کرم لاہور

باب پنجم

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کا اعجاز

باب پنجم

آب حیات

یہ شاعری نہیں امر واقع ہے کہ سرکار انور ﷺ کا لعاب دہن رحمت و نور کا ایک ایسا قطرہ سیال تھا جس سے خود زندگی آسودہ ہوئی۔ فیضان الٰہی اس آبشار سے جہاں ایک قطرہ ٹپکا۔ وہاں ہر طرف رحمت و اعجاز کے جلوے بکھر گئے۔ کہیں جلتے ہوئے زخموں کو گل و لالہ کی ٹھنڈک میسر آئی اور کہیں آب شور کا ذخیرہ ایک آن میں چشمہ شریں بن گیا۔ حلق کے نیچے اترا نہیں کہ شیر خوار بچے دن بھر کے لیے ماؤں کے دودھ سے بے نیاز ہو گئے۔ اس اعجاز سراپا کی کس کس خوبی کا ذکر کریں۔ گزرنے والا کب کا گزر گیا۔ لیکن راہیں آج تک معطر ہیں دیکھنے والے نے جس رخ سے بھی اسے دیکھنے کی کوشش کی انگشت بدنداں رہ گیا۔ کہتے ہیں کہ سرکار کے لعاب دہن کی برکتوں سے مدینے کے بچے تک اتنے مانوس و باخبر تھے کہ ایک بار حضور ﷺ کی مجلس اقدس میں کسی نے دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ سرکار کی داہنی طرف ایک خوردسال بچہ بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف سیدنا ابوبکر صدیق اور دیگر مشاہیر صحابہ تشریف فرما تھے۔

حضور ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ ہر کام داہنی طرف سے شروع فرماتے۔ دودھ کا کچھ پیالہ نوش فرما کر جیسے ہی حضور ﷺ نے اسے تقسیم کرنا چاہا۔ داہنی طرف بیٹھے ہوئے بچے کی طرف نظر پڑی۔ حضور ﷺ نے اس بچے سے دریافت فرمایا۔ میری مجلس کے دستور کے مطابق حق تو تمہیں کو پہنچتا ہے کہ دودھ کی تقسیم کا سلسلہ تم سے شروع کیا جائے لیکن اگر تم اپنے بزرگوں کے حق میں ایثار کرسکو تو اجازت دو کہ بائیں طرف جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے تقسیم کا آغاز کروں۔ بچے نے سر جھکا کر انتہائی ادب سے جواب دیا۔ یارسول

اللہ ﷺ کوئی اور بات ہوتی تو اپنے حق سے دستبردار ہونے میں مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ لیکن یہ ایثار میرے لیے بہت مشکل ہے کہ سرکار کا لعاب دہن پیالے کے جس حصے سے مس ہو گیا ہے اس کی برکتوں سے میں اپنے آپ کو محروم رکھوں۔ حضور ﷺ نے بچے کی اس خوش عقیدگی کو پیار کی نظر سے دیکھا۔ اس کا حق بھی اسے عطا کیا اور فضل و برکت کی دعاؤں سے الگ نوازا۔ کہتے ہیں کہ سرکار کے لب کی مسیحائی نے بیماروں اور زخمیوں کو شفا خانوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔ احادیث و سیرت کی کتابوں میں اس طرح کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ کہ میدان جنگ میں کس کی آنکھ نکل آئی، کسی کا کوئی عضو کٹ کر الگ ہو گیا۔ کوئی زخموں کی ٹیس سے تڑپ رہا ہے کہ ناگہاں سرکار کو اطلاع ہوئی۔ اب تکلیف کے مقام پر لعاب دہن مس کرتے ہی نہ تکلیف رہی نہ زخم کا کوئی نشان موجود تھا۔

چنانچہ جنگ خیبر کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ کئی دن تک لگاتار حملوں کے بعد بھی جب خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوا تو شام کے وقت سرکار انور نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ''کل صبح کو میں لشکر اسلام کا جھنڈا اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ کو دوست رکھتا ہے اور کل کی فتح اس کے ہاتھ مقدر ہو چکی ہے۔'' یہ مژدہ جانفزا سن کر ہر شخص جذبہ شوق سے بھر گیا۔ یہ دونوں جہاں کے اعزاز کی سب سے گراں مایہ بشارت تھی۔ روحوں کے خوابیدہ ولولے اس طرح جاگ اٹھے کہ صبح سعادت کے انتظار میں آنکھوں کی نیندیں اڑ گئیں۔ آرزوئے شوق کی بے قراری میں دل کا کشور تہ و بالا ہونے لگا۔ ہر مجاہد اپنے تئیں اس قابل رشک اعزاز کا امیدوار تھا، جب صبح امید طلوع ہوئی تو سارے تمنائی بارگاہ رسالت میں سر کے بل حاضر ہوئے۔ سارا مجمع گوش بر آواز تھا کہ دیکھنا ہے آج کس کا مقدر جاگتا ہے؟ کس کے نصیبے کی ارجمندی آسمان کے کنگروں سے آنکھ لڑاتی

ہے؟ انتظار شوق کی بے تابیوں کا یہی عالم تھا کہ سرکار نے شمع رسالت کے ان وفا کیش پر وانوں کو ایک بار آنکھ اٹھا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا۔ حضرت علی کہاں ہیں؟ کسی نے جواب دیا وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ اس لیے حاضر نہیں ہو سکے۔ فرمایا اسی حالت میں انھیں بلایا جائے۔ جیسے ہی وہ دربار میں حاضر ہوئے۔ سرکار نے انہیں قریب بلایا۔ تکلیف کی شدت سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں پر لگا کر یہ حکم سنایا۔

اسلامی لشکر کا فرخندہ فال پرچم تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ خیبر کی فتح آج تمہارے ہاتھ پر مقدور ہو چکی ہے۔ خدائے قدیر تمہیں میدان جنگ سے فائز المرام واپس لائے۔

واقعات کے راوی بتاتے ہیں کہ لعاب دہن لگاتے ہی دم کے دم میں ساری تکلیف رفع ہو گئی۔ نہ آنکھوں میں سرخی تھی نہ ورم کا کوئی نشان موجود تھا۔ پھر مولائے کائنات کا کیا کہنا۔ اس نیستان ہستی میں وہ شیر خدا تھے۔ ویسے ہی صحراؤں اور پہاڑوں میں انکے زور بازو اور سطوت جلال کا ڈنکا بجتا تھا اور آج تو ان کے حوصلوں کے جبروت کا عالم ہی اندازے سے باہر تھا۔ کونین کے سلطان نے خود اپنے فیروز مند ہاتھوں سے اس کی پیشانی پر فتح کا سہرا باندھا تھا۔ حملے کی پہلی یلغار میں خیبر کا وہ مایہ ناز قلعہ فتح ہو گیا اور یہودیوں کو ایسی عبرتناک شکست ہوئی کہ ہمیشہ کے لئے وہ ذلتوں کی خاک میں سو گئے۔ اس واقعہ میں ایک بات خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ کہ سرکار اقدس ﷺ کے متعلق جو لوگ کہتے ہیں کہ انہیں غیب کا علم یا آئندہ کی خبر نہیں تھی وہ سخت غلطی پر ہیں۔ سرکار کو اگر آئندہ کی خبر نہ تھی تو یہ کیسے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر خیبر کا قلعہ فتح ہو جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ احادیث میں اس طرح کے بے شمار واقعات موجود ہیں جسمیں

حضور ﷺ نے آئندہ کی خبر دی ہے اور حضور ﷺ کی خبر کے مطابق ہی واقعہ پیش آیا ہے۔

سورج پر کہاں تک کوئی خاک ڈال سکتا ہے؟

لعاب دہن کے اعجاز و برکت کے سلسلہ میں ایک اور واقعہ بھی منقول ہے کہ ایک صحابی رسول نابینا ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ آنکھوں کی سیاہ پتلی بالکل سفید ہو گئی تھی۔ صحابہ کے عام دستور کے مطابق ایک دن وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنی شکایت پیش کی۔ انکی فریاد سن کر حضور ﷺ کا دریائے کرم جوش میں آ گیا۔ اٹھے اور اپنا لعاب دہن انکی آنکھوں میں لگا دیا۔ اس کے بعد واقعہ کے راوی بیان کرتے ہیں۔ لعاب دہن کی برکت سے وہ بینا ہو گئے اور یہ بینائی اخیر عمر تک قائم رہی۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اسی برس کے بڑھاپے میں بھی وہ سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے، ماتم ہے ان حضرات کی عقل و بصیرت پر جو ایسے سراپا اعجاز پیغمبر کو اپنی طرح معمولی بشر کہتے ہیں اور انہیں اپنا بڑا بھائی سمجھتے ہیں۔ ذہن کا یہ ناپاک تصور ہی تنہا دونوں جہاں کی ذلت و رسوائی کے لئے کافی ہے۔ خدا ان گمراہوں کے شر سے اپنے رسول کی وفادار امت کو بچائے (29)

کتب سیرت واحادیث نے جہاں سید عالم ﷺ کی دیگر اعجازی خصوصیات کا تذکرہ کیا وہیں سرور کونین ﷺ کے لعاب دہن کے تذکار سے بھی یہ کتابیں چمک رہی ہیں۔ عام طور پر جب لعاب، منہ سے خارج ہو جاتا ہے تو اس سے کراہت محسوس ہوتی ہے۔ اور دور حاضر کی میڈیکل تو اس کو دیگر بیماریوں کا ذریعہ بھی قرار دے رہی ہے۔ ہسپتالوں میں جگہ جگہ لکھا ہوتا ہے یہاں نہ تھوکیں۔ اس سے بیماریاں پھیلتی ہیں۔ لیکن یہ معاملہ ہمارا ہے۔ خداوند قدوس نے اپنے محبوب ﷺ کو جو بے مثال بشریت عطا کی اس کا اعجاز یہ ہے کہ عام آدمی تھوک دے تو ٹی بی سے کم مرض کے امکانات نہیں

مگر سیّد عالم ﷺ کا لعاب دہن تو بیماریوں کو تندرست کرنے والا ہے۔ اگر کنویں میں پڑ جائے تو کھاری پانی میٹھا ہو جائے۔ اب سیرت کی مستند کتب سے سرکار دو جہاں ﷺ کے لعاب دہن کا اعجاز ملاحظہ فرمائیں۔

کنویں سے کستوری جیسی خوشبو

امام احمد، ابن ماجہ، بیہقی اور ابو نعیم رحمھم اللہ حضرت وائل ابن حجر مکی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پانی کا ایک ڈول پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے کچھ پانی نوش فرمایا۔ باقی ماندہ ایک کنویں میں ڈال دیا۔ راوی نے یہ کہا کہ حضور ﷺ نے کنویں میں کلی فرمادی جس کی برکت سے اس کنویں سے کستوری جیسی خوشبو مہکنے لگی۔ (30)

لعاب دہن سے حسنین کریمین کی سیرابی

سرور عالم ﷺ کے لعابِ دہن شریف کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس سے پیاسے سیراب ہو جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں مجدد اسلام امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی یہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

"طبرانی اور ابن عساکر رحمھما اللہ تعالیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ کہیں جانے لگے ابھی راستے میں ہی تھے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو روتے ہوئے سنا والدہ ماجدہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ حضور ﷺ تیزی سے چلتے ہوئے ان کے پاس آئے اور پوچھا میرے بیٹوں کو کیا ہوا؟ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بولیں انہیں پیاس لگی ہے۔ آپ ﷺ نے پانی منگوانا چاہا مگر پانی کا ایک قطرہ بھی نہ ملا تو حضور ﷺ

نے فرمایا ایک بچہ مجھے دے دو۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک صاحبزادہ نقاب کے نیچے سے حضور ﷺ کو تھما دیا۔ آپ ﷺ نے انھیں سینے سے لگایا وہ مسلسل رو رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی وہ چوستے چوستے خاموش ہوگئے ۔ پھر ان کے رونے کی آواز سنائی نہ دی۔ اب دوسرے صاحبزادے بھی رو رہے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی لے کر سینے سے لگایا اور اپنی زبان مقدس ان کے منہ میں ڈال دی تو وہ بھی چوستے چوستے چپ ہوگئے پھر کسی نے ان کے رونے کی آواز نہ سنی۔ (31)

ہاتھ کا پھوڑا درست ہو گیا

حضرت شرجیل جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا۔ میرے ہاتھ پر ایک پھوڑا تھا۔ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میں اس کی تکلیف سے سخت تنگ ہوں نہ تو تلوار کا دستہ پکڑ سکتا ہوں اور نہ گھوڑے کی لگام تھام سکتا ہوں حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے پاس بٹھا کر فرمایا ''اسے کھولئے'' میں نے اسے کھولا تو آپ ﷺ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگایا، میرا ہاتھ اس قدر درست ہوگیا۔ کہ ایسا لگتا تھا کبھی درد ہوا ہی نہیں ہے۔ (32)

لعاب دہن سے آنکھ کی شفا یابی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ درد کی وجہ سے دکھتی تھی میں تیمارداری کے لئے گیا دیکھا کہ حضور ﷺ بھی ان کے پاس تشریف فرما ہیں۔ اس کی آنکھ میں لعاب دہن ڈال کر کہا ''**لیس علیک باس**'' ان کی آنکھیں درد سے شفایاب ہوگئیں۔ جب صبح بارگاہ نبوی

میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا زید تمہارا کیا حال ہے؟ اگر تمہاری آنکھیں ویسی ہی رہتیں تو کیا ہوتا؟ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں صبر کرتا کیونکہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا واللہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تمہاری آنکھیں اسی طرح رہتیں اور صبر کرتا تو بارگاہ الٰہی میں مغفور پہنچتا۔ (33)

زخمی سینہ تندرست ہو گیا

حضرت ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کلثوم ابن حصین رضی اللہ عنہ جو ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ غزوہ احد میں جنگ کرتے ہوئے ان کے سینے میں ایک تیر لگا اور سخت زخمی ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے زخم پر لعاب دہن لگایا تو ان کا زخم مندمل ہو گیا اور بالکل ٹھیک ہو گئے۔ اسی واقعہ کی نسبت سے آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''منحور'' یعنی زخمی سینہ والا مشہور ہو گیا۔ (34)

خشک کنواں پانی سے بھر گیا

حضرت براء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ کی حدیث امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے حدیبہ کے واقعہ کے حوالے سے نقل کی ہے اس وقت چودہ سو صحابہ کرام تھے۔ اور اس کنویں سے پچاس بکریاں بھی سیراب نہیں ہوتی تھیں۔ وہ فرماتے ہیں ہم نے تمام پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا رسول اکرم ﷺ اس کے کنارے تشریف فرما ہوئے حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس میں سے ایک ڈول لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور دعا مانگی تو اس کے پانی

نے جوش مارا چنانچہ انہوں نے سیر ہو کر پیا اور سواری کے اونٹوں کو پلایا۔ 35

کھاری کنواں یمن کا سب سے میٹھا کنواں بن گیا

حضرت محدث ابن السکن نے حضرت ہمام ابن فضیل السعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں یمن سے مدینہ منورہ آ کر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے پانی کے لئے ایک کنواں کھودا ہے۔ مگر اس کا پانی نہایت کڑوا اور نمکین ہے۔ جو پینے کے قابل نہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک برتن میں پانی لیا اور نوش فرمانے کے بعد مجھے عنایت فرمایا اور حکم فرمایا کہ اس برتن کے پانی کو اس کنویں میں ڈال دینا۔ میں مدینہ طیبہ سے یمن واپس لوٹا اور حسب حکم جب وہ پانی ہم نے کنویں میں ڈالا تو وہ کنواں اتنا شیریں ہو گیا کہ **فھی اعذب ماء بالیمن** یعنی یمن کے تمام کنوؤں سے اس کا پانی مٹھاس میں زیادہ ہو گیا۔ 36

مستند کتب سیرت سے نقل کردہ مذکورہ واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے لعاب دہن میں یہ تاثیر رکھی تھی کہ جس سے کھاری کنویں میٹھے ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ کا لعاب دہن جب کسی آفت زدہ پر لگتا تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرماتے۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن سے مشک و کستوری سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔ ساتھ ہی یہ واقعات اس بات پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام رحمتِ عالم ﷺ سے از حد محبت فرماتے تھے اور آپ ﷺ کے لعاب دہن کو بطور تبرک استعمال کرتے تھے۔ وگرنہ مدینہ طیبہ سے یمن کی طرف صحابی رسول آپ ﷺ کا استعمال شدہ پانی کیوں لے کر جاتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سرور

کائنات ﷺ کے لعاب دہن کو ذریعہ شفاء بھی سمجھتے تھے۔ جیسے کے یوم خیبر کو مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھوں پر لگانا، حضرت کلثوم ابن حصین کے سینہ کے زخم پر لگانا حضرت شرجیل جعفی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پر لگانا، حضرت زید ابن ارقم کا آنکھ پر لگانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سرکار دو جہاں ﷺ کے لعاب دہن شریف کو ذریعہ شفاء سمجھتے تھے۔

سلامِ اعلیٰ حضرت

ترجمانِ حقیقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس عقیدہ ونظریہ کی ترجمانی کن خوبصورت الفاظ میں فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا — چشمہ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان وجناں — اس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھاری کنویں شیرہ جاں بنے — اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اسکی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام (37)

پروفیسر سید اسد محمود کاظمی
جامعہ اسلامیہ کھڑی میرپور آزاد کشمیر
0345-9731968

حوالہ جات: باب پنجم

29 علامہ محمد ارشد القادری، زلف وزنجیر، ص ۱۹۵، مطبوعہ جمال کرم لاہور

30 علامہ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، جلد اول، ص ۱۵۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

31 علامہ جلال الدین سیوطی، خصائص کبریٰ، جلد اول ص ۱۵۳، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

32 امام عبدالرحمٰن جامی، شواہد النبوۃ، ص ۲۷۲، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور

33 امام عبدالرحمٰن جامی، شواہد النبوۃ، ص ۲۷۰، مطبوعہ شمع بک ایجنسی لاہور

34 علامہ شیر محمد خان اعوان، عظمتِ مصطفیٰ ﷺ، ص ۲۶۸ مطبوعہ صفہ پبلی کیشنز لاہور

35 علامہ احمد ابن محمد القسطلانی، المواہب اللدنیہ، جلد دوم ص ۳۰۵، فرید بک سٹال لاہور

36 علامہ عبدالستار ہمدانی، خیر بشر کی نوری بشریت ص ۳۱۵، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

37 اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان، حدائق بخشش

ہدیہ سلام بحضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولا کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

اس شہید بلا شاہِ گلگوں قبا
بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

ماخذ و مراجع

۱۔ القرآن العظیم ـــــــ کلام اللہ غیر مخلوق

۲۔ کنزالایمان ـــــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ صحیح البخاری ـــــــ ابوعبداللہ محمد ابن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ مشکوۃ شریف ـــــــ ابومحمد الحسین ابن مسعود الفراء البغوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ ـــــــ امام علی ابن سلطان محمد القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ المواہب اللدنیہ ـــــــ امام احمد ابن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ مدارج النبوت ـــــــ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ خصائص کبریٰ ـــــــ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ الامن والعلیٰ ـــــــ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ شواہد النبوت ـــــــ امام عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

ماخذ و مراجع

۱۱۔ سخن رضا ——— صوفی محمد اول رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ خیر بشر کی نوری بشریت ——— علامہ عبدالستار ہمدانی

۱۳۔ زلف و زنجیر ——— علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ عظمت مصطفی ﷺ ——— علامہ شیر محمد خان اعوان رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ البرہان ——— شیخ الحدیث مفتی محمد امین

۱۶۔ شان مصطفی ﷺ بزبان مصطفی ﷺ ——— مفتی غلام حسن قادری

۱۷۔ مقالات سعیدی ——— علامہ غلام رسول سعیدی

۱۸۔ مسجد نبوی ——— شیخ الحدیث محمد معراج الاسلام

۱۹۔ عجائب القرآن ——— علامہ جلال الدین احمد امجدی

۲۰۔ تقویۃ الایمان ——— اسمٰعیل دہلوی

ضروری یادداشت

ضروری یادداشت

ضروری یادداشت

ضروری یادداشت

مصنف کی تحقیقی

علمی، فکری وادبی تصانیف

محبت مصطفیٰ ﷺ کے عنوان پر
شاہراہ جنت
ایک ایمان افروز تصنیف

خصائص مصطفیٰ ﷺ
سیرت طیبہ کے عنوان پر
ایک خوبصورت تحقیقی مجموعہ

چمنستان کرم
(زیر طبع)
پنجتن پاک کی قابل رشک وقابل اتباع
سیرت طیبہ کے چند اہم نقوش

جشن عید میلاد النبی ﷺ
(آئینہ تحقیق میں)
دلیل وبرہان کے زیر سایہ لکھی جانے
والی ایک علمی تحقیق

انتخاب کاظمی
(زیر طبع)
تاریخ اسلام کے دلچسپ، اثر آفریں، وجد آفریں
اہم واقعات پر مشتمل ادبی کاوش

ملت کا نگہبان
(زیر طبع)
آبروئے اہل سنت امام احمد رضا خان
فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ
کی خدمات اسلام کا حسین تذکرہ

مصنف کی تحقیقی
علمی، فکری وادبی تصانیف

محبت مصطفیٰ ﷺ کے عنوان پر
شاہراہ جنت
ایک ایمان افروز تصنیف

خصائص مصطفیٰ ﷺ
سیرت طیبہ کے عنوان پر
ایک خوبصورت تحقیقی مجموعہ

چمنستان کرم
(زیر طبع)
پنجتن پاک کی قابل رشک وقابل اتباع
سیرت طیبہ کے چند اہم نقوش

جشن عید میلاد النبی ﷺ
(آئینہ تحقیق میں)
دلیل وبرہان کے زیر سایہ لکھی جانے
والی ایک علمی تحقیق

انتخاب کاظمی
(زیر طبع)
تاریخ اسلام کے دلچسپ، اثر آفریں، وجد آفریں
اہم واقعات پر مشتمل ادبی کاوش

ملت کا نگہبان
(زیر طبع)
آبروئے اہل سنت امام احمد رضا خان
فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ
کی خدمات اسلام کا حسین تذکرہ